[redacted]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۸

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد نمبر ۳۹ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء | نمبر ۵۲

غزل

برائے شکریہ نوروز

خدایا شکر ہو تیرا نیا یہ سال پھر پایا / ہوا ہم سب کا تو حامی رہا سر پہ ترا سایا

گزشتہ سال میں تو نے سنبھالا اپنے بندوں کو / ہمارا ہاتھ میں لے ہاتھ سال حال تک لایا

کبھی غم میں ہوئے غلطاں کبھی راحت کے تھٹنے ساماں / تری مرضی ہوئی پوری تجھے جو کچھ پسند آیا

ہوئے سب مرحلے طے پھر ہوئے نوروز میں داخل / برائے شکریہ گل نے عزیزو گیت یہ گایا

راقم گل

غزل

دربارہ انجیلی خدمت

سنو نوری زمانا ہے کرو کوشش کرو کوشش / اگر رہیں کمانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

گیا انیس سو گیارہ شروع انیس سو بارہ / نئی برکات پانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

خدا کا رحم ہے سب پر کہ یسوع کو دیا اُس نے / یہ خوشخبری سُنانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

ہمارے بہن اور بھائی جو یسوع سے جدا رہتے / اُنہیں آخر بچانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

نہیں مرضی خدا کی ہے جہنم میں کوئی جاوے / تمہیں اس کا بتانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

ہیں بھیڑیں اور بھی اُسکی جو گلے میں نہیں اب تک / ضروری اُن کا لانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

بنو انجیل کے عامل اور دینے میں بھی ہو شامل / یہ گل کا خوب گانا ہے کرو کوشش کرو کوشش

ایڈیٹوریل نوٹس

ناظرین نورافشاں کو نیا سال مبارک ہووے

پرانا سال

سنہ ۱۹۱۱ء اب پرانا سال ہے۔ کیونکہ یہ اب گزر چکا ہے۔ اس کا اب خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس کے دن اب لوٹ کر نہیں آویں گے۔ وہ اب خرچ و صرف ہو چکے ہیں۔ اب صرف اُن کی یاد ہی باقی ہے۔ جو کچھ ہونا تھا ان میں وقوع میں آ چکا ہے۔ اُن کا دور پورا ہو گیا۔ وہ اپنا وقت کاٹ چکے گر وہ اعمال جو ہم سے سرزد ہوئے ہیں کبھی جاتے نہ رہیں گے اور جو واقعات عالم میں گزر چکے ہیں وہ شاید کچھ بھلائے جائیں۔ گرچہ چیدہ چیدہ اور مشہور واقعات ملکوں کی تواریخوں میں درج ہو کر تا قیام دنیا قائم رہیں گے۔ یہ پُرانا سال اپنی یادداشت کے لئے ہم کو بہت کچھ دے گیا ہے بہت بڑے بڑے واقعات اس میں گزرے ہیں۔ جو بہت دیر تک کسی کو نہ بھولیں گے۔ اور ہمارے ملک کے بڑے بڑے موٹے موٹے واقعات تو قابل قدر اور یاد رکھنے کے لائق واقع ہوئے ہیں مثلاً (۱) قانونی کونسلوں کا عملدرآمد جس میں بہت سا حصہ دیسیوں کو حاصل ہوا (۲) پرائمری فری ایجوکیشن (۳) ہندو مسلمانوں کا اتفاق جس کی صد ہا مثالیں سال بھر ظاہر ہوتی رہی ہیں (۴) تاجپوشی ملک معظم جارج پنجم و ملکہ معظمہ میری جن کی بے اندازہ خوشیوں کا اظہار تمام ملک میں ہوا (۵) پریس ایکٹ کی سختی جس میں کئی اخبارات کے ایڈیٹران پھنس گئے۔ (۶) پایہ تخت کلکتہ کی جگہ دہلی کا پایہ تخت بن جانا (۷) دیسیوں کو خاص رعایتیں ملنا (۸) تقسیم بنگال کا ترمیم و منسوخ ہونا۔ جسکے سبب سے بنگال میں بڑی خوشی منائی گئی۔ اور بہت سے بڑے بڑے واقعات ہیں جن کو ہم زبان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں پر صرف اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے ملکوں کے حالات بھی اس سال بہت قابل یاد واقعات سے بھرے ہوئے ہیں مثلاً (۱) جنگ اٹلی اور ٹرکی (۲) بغاوت چین (۳) ایران کی نازک حالت وغیرہ وغیرہ بہت سے دیگر واقعات ہیں۔ جو کہ یاد رکھنے کے لائق نہیں ہیں۔ غرضکہ اس گزرے سال کی یاد کسی صورت سے بھولنے کے لائق نہیں ہے۔ بلکہ تواریخ کے صفحوں میں ہمیشہ تک موجود رہیگی۔ اور خاص طور سے ہندوستان کی تواریخ میں بڑے بڑے واقعات کا اضافہ ہوگا۔ جو اپنی نوعیت میں بڑے عجیب ہیں۔ یہ سب کچھ ہوا اور پُرانا سال ختم ہوا۔

نیا سال

سنہ ۱۹۱۲ء شروع ہو گیا۔ اس کے لئے ہم سب خیر مقدم کرنے کے لئے موجود ہیں۔ یہ ہم کو جو اس وقت تک تندرست اور موجود ہیں۔ نہایت پسندیدہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے دنوں کے لئے ہمارے دلوں میں نئے نئے ارادے اور منصوبے موجود ہیں۔ اور اس سال میں ہم بہت سی خواہشیں رکھتے ہوئے سعی و کوشش کرنے کے درپے ہونگے کہ ہمارے سب کام کامیاب ہوں۔ اور ہم اس دنیا میں خوشحال ہوں مگر ہم نہیں جانتے بلکہ بالکل بےخبر ہیں کہ اس سال میں کیا کیا ہوگا۔ آیا ہمارے خیالات کے مطابق عمل میں آوے گا یا کچھ اور کا اور ہو جاویگا جسکا ہم کو خیال و گمان نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے تمام ارادے اور واقعات خالق مطلق آسمانی باپ کے زبردست ہاتھوں میں ہیں۔ اور وہ اپنی پاک اور پُر حکمت مرضی کے مطابق تمام دنیا کے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ اور کوئی دنیا بھر کے واقعات میں اس کی مرضی کی مخالفت نہیں کر سکتا بلکہ تمام دنیا پر اس کا ایسا اختیار اور قابو ہے کہ ایک کیڑا اور ایک مٹی کا ذرہ بھی اُس کے حکم کے بغیر رد و بدل نہیں کر سکتا بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا دنیا کا واقعہ کل موجودات کی نسبت اس ہی قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے اور کسی دوسرے مخلوق یا طاقت کو کسی ایک چیز اور ذرہ پر اختیار نہیں ہے۔ بلکہ سب کچھ اس کے اعلیٰ شان اور قدرت والے مطلق العنان قبضہ تصرف میں ہے۔ اس لئے انسان کے ارادے اور خیالات کی کچھ وقعت نہیں۔ کیونکہ جو اس پر گزرتا ہے خالق مطلق کی مرضی کے مطابق واقعہ ہوتا ہے۔ انگریزی مقولہ

Man proposes but God disposes

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آدمی ارادہ کرتا ہے اور خدا اس کو توڑ ڈالتا ہے۔ بالکل ٹھیک اور درست ٹھہرتا ہے۔ مگر انسان صاحب تدبیر بنایا گیا ہے اور حتی المقدور بموجب اپنی حکمت اور دانائی کے وہ اپنے تمام کاموں کو انجام دیتا ہے اور اپنے نیک و بد اعمال کا جوابدہ ہے۔ جن کے سبب سے اس کی حالت کا نقشہ بنتا اور بگڑتا ہے۔ اس لئے انسان کو حتی المقدور ہر وقت دیکھ بھال اور سمجھ سوچ کر چلنا ضروری ہے اور خاصکر ایسے وقت میں جب کہ اس کی زندگی کے شمار میں ایک نیا سال آتا ہو کہ ضرور ہے کہ وہ زیادہ چوکنا ہو جاوے اور ہوشیار ہو جاوے کیونکہ کیا پتہ ہے کہ یہ سال اس کی زندگی ختم کرنے والا ہو اور اس کے ارادے دل کے دل ہی میں رہجاویں اور اس کو توبہ کرنے اور خدا کی طرف رجوع ہونے کا موقعہ بھی نہ ملے۔ ہمارے خیال میں اپنے آپ کو آزمانے اور اپنی حالت کو بہتر بنانے کے خیالات کا یہ سال کا شروع عمدہ وقت ہے۔ جس طرح سے تجارت پیشہ لوگ اپنے حساب کتاب کو سال کے آخر میں دیکھ بھال کر لیتے اور شروع سال سے نیا حساب جاری کرتے اور پچھلے حساب کی پڑتال کرتے اسی طرح سے ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ سال کے آخر ہونے اور نئے سال کے شروع ہونے پر اپنی حالت کا امتحان کرے اور اپنے تمام قسم کے اعمال و کردار پر نظر ڈالکر دیکھے کہ پرانا سال اس کے اعمال کے لحاظ سے اس کے حق میں کیا گواہی

دیتا ہے اور شروع سال سے اپنی حالت کو اگر پچھلے سال خراب رہی ہو بہتر بنانے کی کوشش میں لگ جاوے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ایسا نہ کرنے سے انسان کی حالت بدتر ہوتی چلی جاوے اور آخر کار بے پرواہ اور غافل ہو کر ابدی ہلاکت میں جا پڑے۔ اس لئے ہماری عرض ہو کہ ہمارے ناظرین پرانے سال پر نظر ڈالکر اپنی گزشتہ زندگی کا ریویو کریں۔ اور اب شروع سال سے نئے طور سے بہتر بننے کی کوشش اور ارادے قایم کریں۔ اور غفلت کی زندگی سے دست بردار ہو کر ہوشیار ہو جاویں اور وقت کو غنیمت سمجھیں کیونکہ دن برے ہیں۔ زندگی کا رخ اگر دنیا اور اس کی فانی چیزوں کی طرف لگا ہوا ہے اور خدا کی طرف سے بالکل بے رخی ہے تو شیطان ضرور اپنا کام کریگا اور قیمتی جان کو سیدھا دوزخ میں لے جاویگا۔ پر اگر انسان اپنی عاقبت کی فکر کرکے دنیائے دون سے اپنا دل اُٹھا کر غیر فانی نعمتوں کی تلاش میں لگ کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاوے تو اُس کا دین کا معاملہ خدا اپنے فضل و کرم کے بخشنے سے اس کے توبہ و ایمان لانے پر درست اور ٹھیک کر دیگا۔ مگر اس بڑے کام میں توکل بر خدا کا بڑا اصول ضرور کام میں لانا پڑیگا۔ افسوس کہ اس دنیا کے لاکھوں کہا باشندے اپنے آپ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہلاکت کے گہرے گڑھے میں گرتے چلے جاتے ہیں اور شیطان یہ حالت دیکھکر خوش و شاد ہوتا ہے۔ بیشمار قیمتی روحیں برباد ہو جاتی ہیں۔ مگر شکر ہزار ہا شکر خدائے تعالیٰ کی خاص اور بے پایاں رحمت کا کہ اس کی بخشش کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے اور بنی انسانوں میں سے جو اپنی ایسی خطرناک حالت سے واقف ہو کر نجات کا طالب ہو وہ اس کے چشمہ فیض سے فیضیاب ہونے کا فوراً موقعہ حاصل کرتا ہے پر اگر گنہگار خود بخود اپنی ہلاکت چاہیں تو اُس کا فضل مداخلت کرکے زبردستی کرکے ایسے گمراہوں اور باغیوں کا پیچھا نہیں کرتا۔ بلکہ ان کو ان کی بے کسی اور گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور ان کا خون اُنکی اپنی گردن پر ہوتا ہے۔

کیونکہ وہ خدا کی رحمتوں اور نعمتوں کو پامال کرتے ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہو جاوینگے پر خدائے رحیم رحمت اور شفقت سے ایسا معمور ہوا ہے کہ وہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے کہ میری حیات کی قسم کہ مجھے کسی گنہگار کے مرنے سے خوشی نہیں۔

وقت کی بے ثباتی

وقت وہ قیمتی چیز ہے کہ جس سے ہماری زندگی بنی ہوئی ہے۔ جس قدر وقت گزر جاتا ہے اسی قدر ہماری زندگی کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے وقت کے نہایت عمدہ طور پر خرچ کرنے اور اُس کو غنیمت سمجھکر اس میں اپنے تمام کام ٹھیک اور درست کرنے چاہئیں۔ اور اس کو کسی طرح سے بھی رائیگاں نہ کھونا چاہئے۔ کیونکہ گزرا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور یہ گزرتا بھی تیز گھوڑے کی تیز رفتاری سے بھی تیز تر ہے۔ اس لئے عقلمند وہ شخص ہے کہ جو اس کے ہر حصے سے کوئی نہ کوئی فایدہ حاصل کرے اور نہایت اور اول درجے کا بے عقل اور نادان شخص وہ ہے کہ جو اپنے قیمتی وقت کو سستی اور بے پرواہی سے خرچ کرتا ہے۔ بلکہ وہ اس کو ضایع کر دیتا ہے۔ ایسے لوگ اکثر اپنی گزشتہ زندگیوں کی یاد کرکے زار زار روتے اور دست حسرت ملتے دکھلائی دیتے ہیں۔ جبکہ وقت ایسا بیش بہا اور قیمتی ہے کہ جس سے ہماری زندگی بنی ہوئی ہو۔ تو سب سے زیادہ اہم معاملہ وقت کے متعلق ہماری بیش قیمت اور گرانبہا روح کا دینی معاملہ ہے۔ جس کا سدھارنا اور درست کرنا ہماری زیست کی اصل غرض ہے۔ اس واسطے ہم اس سال کے شروع ہی میں اپنے ناظرین کو اس ضروری امر کی نسبت رجوع کرتے ہیں۔ کہ گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کے قول کو یاد کرتے ہوئے اس وقت کے حامل ہوتے ہوئے اپنی عاقبت کا ضروری کام مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں لو اور وقت کے گزرنے کے ساتھ اپنا

چھٹکارا یعنے نجات حاصل لو۔ اس کے لئے ناظرین کو معلوم ہے کہ بڑی بڑی دقتوں اور محنتوں کی ضرورت ہے کیونکہ نجات کا سچی دستیاب ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جس طرح سے موتیوں کی تلاش کے لئے سمندر کے خطروں کو سہنا پڑتا ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر محنت اور مشقت دینی امور میں اُٹھانی انسان کا فرض لگی ہے پر آجکل جو مشکلات کو دیکھکر لوگ لاچاری سے مایوس ہو کر دہریئے ہو جاتے ہیں۔ بڑی غلطی ہو پر شرط ہے جہانتک تم کوشش کرو کہ تم تنگ دروازے سے داخل ہو۔ نجات کا تنگ دروازہ ہے جس سے داخل ہونا ہر ایک بشر کے لئے ضروری ہے۔ اگرچہ مذاہب کے خلط ملط ہو جانے سے۔ اور بڑی بڑی مذہبی کتابوں کے تحریر ہونے سے یہ معاملہ زیادہ پیچیدہ ہو گیا ہے۔ مگر خدا کی ہدایت سب کچھ حل کر دیتی ہے۔ وہ تائب گنہگار کو راہ ہدایت دکھلا کر ان مذاہب کے گرداب سے راہ حق پر لا سکتا ہے۔ اس لئے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو صرف خدا کے توکل پر چھوڑ دو اور ایسا کرنے سے تمہاری تمام مشکلات اس راہ میں حل ہو جاویں گی اور تمہاری روح کی مراد حاصل ہو جاویگی۔ پس تنگ دروازے کی تلاش کرکے اس سے داخل ہو جاؤ تب تم نجات کو حاصل کروگے اور وہ دروازہ خداوند یسوع مسیح ہے۔ جو خود دعویٰ کرتا ہے "دروازہ میں ہوں" اس پر ایمان لاکر نجات ابدی کو حاصل کرو۔ ورنہ وقت جلد گزرتا جاتا ہے۔ اور جلد تم ابدیت کی طرف دھکیلے جاؤگے۔

---

۹ تاریخ وقت ۹½ بجے صبح کے جناب حضور لفٹنٹ گورنر اور لیڈی ڈین صاحبہ زنانہ میڈیکل اسکول لودیانہ کی نئی عمارت کے افتتاح کرنے کی رسم کے ادا کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اور ڈاکٹر براؤن صاحبہ کی سعی و کوشش سے ایک نہایت عمدہ عمارت اس انسٹی ٹیوشن کے متعلق تیار ہوئی ہے۔ جسمیں تمام نوالوں



کی لڑکیاں میڈیکل کی تعلیم حاصل کرسکیں گی۔ کیونکہ ابتک تو صرف عیسائی لڑکیوں ہی کی گنجائش تھی پر اب دیگر اقوام کی لڑکیوں کے لئے بھی یہ اسکول کُھل گیا ہے۔ یہ جلسہ بڑی رونق کے ساتھ عمل میں آیا۔ شہر کے انگریز اور رئیس صاحبان اس میں رونق افروز ہوئے اور افتتاح کی رسم بڑی عمدگی سے ادا ہوئی۔ اس بڑے ڈاکٹری سلسلہ کے متعلق ڈاکٹر برون صاحب کی انتھک کوششیں قابلِ تعریف وتحسین ہیں۔

جو بدعت احمدی فرقہ نے اس ملک میں پھیلائی ہے۔ اس سے نہ صرف عیسائیوں کو رنج وتکلیف پہونچتی ہے بلکہ اہلِ اسلام کے صدیوں کے پُرانے اعتقاد کو بھی رد کردیا ہے۔ ان احمدیوں کا شیوہ ہی بُرا بھلا کہنا اور لکھنا ہے۔ اس لئے ہم ان کی کسی تحریر پر چندان نوٹس نہیں لیتے۔ مگر جو کچھ احمدی اخبارات آجکل بے باکانہ طور سے نہایت گندی اور فحش کلامی دینِ عیسوی کے برخلاف نکال رہے ہیں وہ عیسائیوں کی انصدل آزاری کا سبب ہے۔ ان کا بے باکانہ سخت کلامی خداوند یسوع مسیح کے خلاف لکھنا حد درجہ تک بڑھ گیا ہے۔ دیکھو اخبار بدر مطبوعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء ان کو یاد کرنا چاہیے کہ یہ ان کی حالت صرف ہماری مہربان بے تعصب گورنمنٹ کے زیر سایہ ہی ہے۔ اگر کوئی دوسری متعصب گورنمنٹ ہوتی تو ان کا ایسا حوصلہ ہرگز ہرگز نہ ہوتا کہ وہ گندے الفاظ میں گندے اور سخت الفاظ خداوند یسوع مسیح اور دیگر بانیانِ مذاہب کی شان میں لکھتے۔ پس ان کو سوچنا چاہئے کہ ان کا یہ وطیرہ نہایت قابلِ اعتراض ہے۔ اور اس سے فائدہ بالکل نہیں۔ آخر نقصان ہوگا۔

ہ کہ کند مرد عاقل چنیں کارے کہ باز آید پشیمانی

ہمعصر افغان مطبوعہ ۸ دسمبر ۱۹۱۱ء میں مسیحیت سے پیل کے عنوان سے ایک مضمون بطور خط آنریبل مولانا سید امیر علی صاحب کا جو لنڈن ٹائمز میں شائع ہوچکا ہے۔ ترجمہ کرکے درج کرتے ہیں۔ انگلستان کے مسیحیوں کی توجہ کو طرابلس کے اس ظالمانہ کارروائی کی بابت ہے جو اٹلی والوں کی طرف سے اُن کے مطیع ہوکر بغاوت کرنے کی سزا کے متعلق کی گئی جس میں ایک فقرہ ذیل کا ہے۔ "اس لئے کہ جو خونخوار انہ روش اُنہوں نے اختیار کی ہے ان کے ساتھ بھی ایسی ہی روش اختیار کی جائے گی" اور اب ایک خبر اس مندرجہ بالا تحریر کے ثبوت میں اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ عربوں اور ترکوں نے اطالیوں کی نعشیں جنکے اعضاء کی ہولناک طریقہ پر قطع وبرید کی گئی تھی ایک مسجد میں پائی گئیں ہیں۔ اُن میں سے کئی آدمی سولی پر چڑہائے گئے اور زندہ جلائے گئے۔ پر اب تک اس کے متعلق اسلامی اخبارات نے کوئی ہمدردی ظاہر نہیں کی ہے۔ اور وہ کیوں ہمدردی ظاہر کریں۔ اُن کو تو اطالیوں سے نفرت ہے۔ وہ تو ان کے دشمن جاں بنے ہوئے ہیں اور وہ تو صرف عربوں اور ترکوں کے حامی اور مددگار ہیں۔ ہم اس پر صرف یہ کہتے ہیں کہ مولانا صاحب کی تحریر کے مطابق یہ عمل پورا ہوگیا ہے۔ اور اب چاہئے کہ زیادہ بُرا بھلا لکھنے سے اطالوی لوگوں کی نسبت پرہیز کیا جاوے۔ لڑائیوں میں اکثر ایسی باتیں غصہ اور غضب سے وقوع میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ ایسی جگہوں میں مارنے اور مرنے ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ اور کوئی دوسری بات ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے جنگ کا نام ہی ہولناک ہے۔ خدا جنگ سے ملکوں کو محفوظ رکھے۔ ہزارہا ناحق خون ہوجاتے ہیں۔ اور بے فائدہ قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔

جو صاحب خط لکھتے ہیں کہ پتہ تبدیل کیا جاوے جبتک اپنا قیام گاہ کا پتہ جہاں سے تبدیل ہوتے ہیں اور جہاں تبدیل ہوکر جاتے ہیں نہ لکھیں گے تب تک ان کے حکم کی تعمیل نہیں کرینگے اور خریدار صاحب اخبار نہ پہونچنے کی شکایت لکھتے ہیں وہ بھی اپنا پورا پتہ خوشخط وچٹ کا نمبر تحریر کرینگے تعمیل حکم نہیں ہوگی شکایت رفع

دینی سوال وجواب

اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ آپ فرمایا کرتے نصرت بالرعب۔ خدا ئے تعالےٰ نے میرے دشمنوں پر رعب ڈالکر میری مدد کی ہے۔ اور واقعات آپ کے اس قول کی تصدیق کررہے ہیں۔

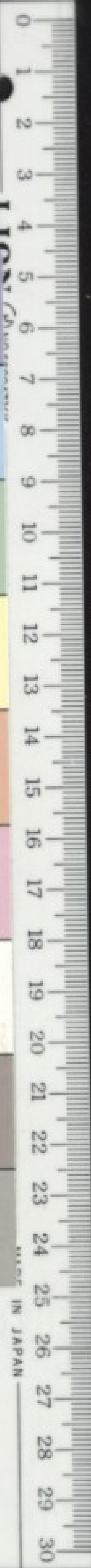
اقول۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا طرفداری کرکے ایسا کرتا تھا حالانکہ یہ بات نہیں ہوئی۔ بلکہ مسلمانوں کی ہوشیاری اور چالاکی اور جان توڑ توڑ کر جنگ وجہاد اور سختیوں نے سب قوموں کو مغلوب کیا تھا۔ دیکھو اسلام کی تمام تواریخیں اس کی شہادت دیتی ہیں۔ بلکہ اسلامی تلوار کے کارنامے اب بھی اہلِ اسلام فخر سے شائع کررہے ہیں۔

قولہ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایک مختصر سے دستہ کے پہونچنے پر دشمنوں کی بڑی تعداد بھاگتی ہوئی نظر آتی

اقول۔ یہ بھی تو وہ رعب تھی۔ ورنہ خدا کی مدد کا تو صرف نام ہی لیا جاتا ہے۔

قولہ۔ اور گو کہ ہر سال مختلف مقامات پر دشمن جمع ہوتے رہتے۔ لیکن جونہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارادوں کی اطلاع ہوتی۔ اور اب ان کے منتشر کرنے کے لئے مدینے سے نکلتے وہیں ان کے سارے کے سارے مجمع پر مردنی چھا جاتی۔ اور وہ خوف زدہ ہوکر نہایت سراسیمگی وپریشانی سے جدھر کسی کے سینگ سمائے ہی طرف بھاگ کھڑے ہوتے

اقول۔ منتشر کرنا تاکہ الکاستیاناس کرنا تھا انکو کا خون کھانا صاف ثابت کررہا ہے کہ اسلامی تلوار بڑی زبردست تھی جسکی تاب وہ نہ لا سکتے تھے اور مغلوب ہوتے۔ اور اگر آپ پوچھیں تو مسلمانوں نے ایسے سخت جنگوں نے اپنا خوف بٹھلا کر سب کو مغلوب کرلیا اور اپنی سلطنت کی بنیاد قائم کرلی اور یہ اتفاق کی



اقتباس

لالچی کے خیالات

ایک لالچی کی کہانی ہے کہ وہ خواب میں ایک جگہ پہونچا جہاں اُس نے ایک بڑا محل دیکھا اور اس نے اپنے خیال میں سمجھا کہ سونے کی چھڑیاں ہر طرف رستوں اور سڑکوں پر جابجا لگی ہوئی ہیں اور کسی نے اس کو اجازت دے دی کہ جتنی وہ اُٹھا سکے لے جاوے اور وہ ایک بڑا گٹھا باندھکر گھر کو لے آیا۔ اور صبح کے وقت جبکہ سورج نکلا اور وہ اپنی سونے کی سریوں کو دیکھنے لگا جن کو وہ ایسی محنت سے اُٹھا کر لایا تھا تو وہ متعجب ہوا کہ وہ گٹھا صرف لکڑیوں کا بنڈل تھا اور اُس کے چاروں طرف سے ہنسی اور ٹھٹھے کی آواز آئی۔ اور وہ حیران تھا۔ اسی طرح سے اس دنیا میں بہت سے آدمی ہیں جو اپنی فانی دولت لاکھوں کروڑوں روپئے پر دل لگاتے ہیں اور اگلی دنیا میں وہ ان کا سب کچھ بے سود ٹھہریگا۔ اور روز حشر میں وہ دست حسرت ملتے رہ جاوینگے۔

این ۔ سی ۔

ضرورت

لڑکیوں کے ایک مہتمم سکول کے لئے ایک میٹرن کی ضرورت ہے جو علاوہ میٹرن کے کام کے پرائمری تک تعلیم بھی دے سکے اور ساتھ ہی کھانا بھی پکا سکے۔ ذیل کے پتہ پر درخواستیں کرنی چاہئیں۔

المشتہر

مس سٹر کلینڈ ۔ ترنتارن ضلع امرتسر۔

مفید کہانی

بچوں کیلئے

نمبر ۱

ایک دن شام کے وقت جبکہ اندھیرا ہو چلا تھا ایک محنتی والد اپنے دو بچوں کے ہمراہ اپنے کھیت کے کام سے فارغ ہو کر گھر کی طرف آرہی تھی اور جب گھر تھوڑی دور رہ گیا تو انہوں نے اپنے گھر میں دور سے چراغ جلتا دیکھا۔ اس پر ایک لڑکا کہ جس کا نام جارج تھا متحیر ہو کر کہنے لگا۔ کہ گھر میں تو کوئی نہیں تھا یہ چراغ کس نے روشن کیا ہے؟ اُس کی بہن مارگریٹ نامے نے فوراً کہا کہ ہمارے والد کے سوا اور کون ہوگا! بے شک وہ شہر سے گھر میں آگیا ہے۔ اور گھر پہونچکر بچوں نے اس کی تلاش اور اُس کو دوسرے کمرے میں دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔

دوسرے روز بڑی صبح جبکہ وہ بچے اپنے والد کیساتھ ایک بڑے کھیت میں اپنے جانوروں کے لئے گھاس کاٹنے کے لئے گئے تھے تو وہاں اُنہوں نے سورج کو بڑی رونق اور چمک کے ساتھ نکلتے دیکھا جس کو دیکھکر وہ بچے خوش ہوئے۔ ان کے باپ نے ان سے کہا کہ جو کل تم نے گھر میں ایک چراغ کو نیر پر جلتے دیکھکر فوراً جان لیا کہ یہ ضرور ہمارے باپ نے جلایا ہوگا کیا اسی طرح اُس بڑے روشن سورج کو آسمان پر دیکھکر سوچ نہیں سکتے کہ کس نے اسکو روشن کیا ہے؟ اس پر مارگریٹ نے فوراً جواب دیا کہ اے باپ بے شک اسکو ہمارے آسمانی باپ خدا نے روشن کیا ہے۔ ایک چھوٹا چراغ اپنے آپ جل نہیں سکتا۔ اسی طرح ایک بزرگ خدا ہے جس نے سورج کو چمکایا۔ اس پر جارج نے زور سے کہا کہ خدا نے تمام چیزیں بنائی ہیں۔ سورج چاند اور ستارے ۔ گھاس پھول اور درخت اور تمام جو کچھ نظر آتا ہے۔ اُس نے ہی بنایا ہے۔

مراسلات

وعظ

قلسیوں ۳: ۳ و ۴

تم مر گئے اور تمہاری زندگی مسیح کیساتھ خدا میں چھپی ہوئی ہے۔ جب مسیح جو ہماری زندگی ہے ظاہر کیا جائے گا تو تم بھی اُس کیساتھ جلال میں ظاہر کئے جاؤگے

آیات زیر نظر میں رسول اُس حکم کی وجہ کا بیان کرتا ہے جو اُس نے قلسیوں کو پہلی دو آیتوں میں دیا ہے یعنی کہ وہ عالم بالا کی چیزوں کی تلاش اور اُن کے خیال میں رہیں جو اُس جگہ ہیں جہاں مسیح خدا کی داہنی طرف بیٹھا ہے۔

حکم کی وجہ ایماندار کی موت ہے۔ کیونکہ تم مر گئے ہو۔ جو موت ایماندار پر اس دنیا میں آتی وہ ایک وہم یا خیالی نہیں بلکہ حقیقت۔ یہ موت ایماندار کے جسم پر واقعہ ہوتی ہے یعنی اس کا جسم مرجاتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ ان جذبات اور حرکات سے محروم ہو جاتا ہے جو اُسے جسم کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور کرتے تھے۔ کیونکہ جو کوئی جسم کے مطابق زندگی گزارتا ہو ضرور مریگا۔ رومی ۸: ۱۲و ۱۳۔ جسم روح کے اور روح جسم کے خلاف خواہش کرتی گلتی ۵: ۱۷، اور جو مسیح یسوع کے ہیں اُنہوں نے جسم کو اُن کی رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچ دیا ہے۔ گلتی ۵: ۲۴۔ اور اور جسم کے کام کہہ کر رسول نے ان رغبتوں اور خواہشوں کا ذکر کیا ہے۔

جسم کے مطابق زندگی گذارنا ان کاموں کو پسند کرنا ہے جو گناہ کہلاتے یا دوسرے لفظوں میں پرانی انسانیت کے افعال۔ رسول نے جا بجا اپنے خطوط میں ان کاموں کا بیان کیا اور ان کو جسم کے کام بتا کر مسیحیوں کو باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ یہ کام تین سرچشموں سے پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) خشم یا غیض یا غصہ مخالف محبت (۲) طمع یا لالچ۔ مخالف خود انکاری (۳) شہوت مخالف عفت۔ ہر گناہ انہیں تین چشموں میں سے کسی نہ کسی سے مصدر ہو۔ چنانچہ رسول نے نیچے ان تینوں کا ذکر کیا ہو۔

تم مر گئے یعنی تمہارا جسم مر گیا۔ پرانی گناہ آلود انسانیت (۱) کیونکہ عدالت باری تعالےٰ میں اس کے خلاف فتویٰ دیا جا چکا ہے۔ اس خدا کی عدالت عالیہ میں جس نے اپنی مصلحت ازلی سے ارادہ کر لیا کہ اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح کے تمام اعضا سے جو اُس کی کلیسیا اور بدن ہے پہلی زندگی کو جو انہوں نے ورثاً آدم سے حاصل کی ہے فنا اور برباد کر دے۔ یہ امر قرار پا چکا ہو۔

(۲) کیونکہ خدا کا یہ فتوےٰ ایماندار میں اب شروع ہو گیا ہو اور ترقی کر رہا ہے وہ مہلک ضرب جو پرانی انسانیت نے مسیح مصلوب کے ہاتھ سے کھائی ہو۔ بے درمان اور لا علاج ہے اور اس کا اندمال امر محال۔

(۳) یہ فتوےٰ جو ایماندار کے اندر شروع ہو گیا ہو۔ جلد انجام کو پہونچیگا۔ طبعی موت جو ہماری زمینی چند روزہ زندگی کو ختم کر دیتی ہم میں سے کسی سے دور نہیں۔ یہ موت اوّلاً تو اُن زمینی اور جسمانی فضلات اور گندگیوں کو ہماری روحوں سے نکال دیگی جو باقی رہ گئی ہیں۔ پھر وقت بعثت یوم الحشر کو ہمارے بدنوں کو جلیل اور چمکدار بنائے گی۔ جس وقت زمینی زندگی کامل طور پر تباہ اور نیست ہو گی۔ اگرچہ اس پرانی زندگی کے اثرات اب بھی ہمارے بدنوں میں اپنی جھلک دکھاتے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ گناہ ہم پر حکومت نہیں کرتا۔ بلکہ بخلاف ہر گناہ کے اندرون کو اپنے میں بیکار کر دینے کے لئے اُس سے جنگ کرتے ہیں ایماندار کے اندر گناہ مردہ ہے۔ یہ اس شخص کی مانند ہو جس پر عدالت کی طرف سے موت کا فتویٰ جاری ہو چکا ہے۔ یا مثل اس مریض کے جو حیات کے آخری سانسوں پر ہو اور موت کے کشمکش کرے جس کی بابت تجربہ کار اور لائق ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ اس کا مرض حد علاج سے گزر چکا ہے۔ وہ تھوڑی دیر میں گزر جائے گا۔ وہ زندہ کہلاتا مگر ہے مردہ۔ اگر کوئی شخص ایسے مریض کو جو گویا موت سے کشتی کر رہا ہے۔ دنیوی لہو لعب۔ عیش و طرب۔ اسباب نشاط اور سامان انبساط سے رجھانا اور بہلانا چاہے تو اُس کی یہی نادانی ہوگی۔ سچا ایماندار دنیا کے جاہ و جلال۔ مال و منال۔ عزت و حشمت۔ شوکت اور عظمت کے لئے ایسا ہی ہے۔ ان سے اُسے کچھ لطف اور حظ نہیں۔ ان کی خواہش اُس کے اندر مردہ ہو۔ وہ ان کو اپنی اقتضائے ضرورت کے موافق لے لیتا ہو۔ اور بس۔ یہ تمام چیزیں اُس کے مخالف ہیں۔ یوں وہ اپنی اُن خواہشوں کو جو زمین پر ہیں کشتہ کرتا ہے۔

یہ موت ہم کو مسیح میں ملتی۔ وہی اس کا سبب ہو۔ اس کے ساتھ ہم مرتے اور گاڑے بھی جاتے ہیں۔ ہمارا جسم اُس کے ساتھ صلیب پر ٹانگا جاتا اور جس طرح وہ چند گھنٹوں کی جانکنی اور کشمکش کے بعد مر گیا۔ ہمارا جسم بھی رفتہ رفتہ مر جائیگا چونکہ یہ جلد مرنے والا ہے۔ مردہ کہلاتا۔ رومی ۶: ۳۔ یہ موت صرف مسیح ہی میں بنی نوع انسان کو مل سکتی ہے۔ اور کسی صورت میں نہیں۔

زندگی۔ اس کے لئے رسول یہاں جو لفظ استعمال کرتا ہے۔ تمہاری زندگی۔ مسیح جو ہماری زندگی ہے۔ یعنی جو زندگی تمہاری کہلاتی وہ دراصل تمہاری نہیں بلکہ مسیح کی زندگی ہے۔ جو تم اب جیتے ہو۔ گلتی ۲: ۲۰ اور میں جو اب جسم میں زندگی گذارتا ہوں۔ تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت کی۔ یعنی یہ زندگی میری نہیں ہے بلکہ خدا کے بیٹے کی ہے جس پر میں ایمان لاتا ہوں میں اپنا نہیں بلکہ اُسکا غلام خون خریدہ ہوں۔

ایک عجیب اور غلط خیال جو لوگوں میں ہر کہیں پایا جاتا روح کا غیر فانی ہونا ہے۔ روح کی بقا اور فنا کا سوال بڑا پیچیدہ اور مشکل ہے۔ جس کا جواب کئی دوسرے سوالوں پر منحصر ہے مگر ان کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ ہمارے خداوند کے زمانہ کے قبل حکما۔ یونان کے درمیان بقائے روح کی تعلیم پہلے پہل سقراط نے دی جس کی بنا اُس کا یہ قول ہے "سقراط کا جسم تو مرے گا مگر سقراط نہیں مریگا"۔ فلسفہ جو عقل انسانی کی ابداع و اختراع کا نتیجہ ہے نقائص سے خالی نہیں۔ گو براہین عقلی کے ذریعہ روح کی فنا ثابت ہو سکتی ہے۔ یعنی وجود روح پر طریان عدم ہوگا۔ لیکن فلسفہ کی حجت مکاشفہ کے مقابل بے حقیقت اور مبہم ہے۔ یہ مکاشفہ خدا کے کلام بائبل کا ہے۔ اسی میں ہم روح انسانی کی اصلیت اور شرافت دیکھتے ہیں۔ مثلاً خود ہمارے خداوند نے فرمایا "آدمی کو کیا فائدہ اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی روح کا نقصان اُٹھائے"۔ جہاں اُس نے یہ تعلیم دی کہ دنیوی ساری چیزیں ایک روح کے مقابل ہیچ اور ناچیز ہیں۔ وہاں اُس نے یہ بھی بتایا کہ جہنم میں اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی۔ ان لفظوں میں ہمارے خداوند نے وجود روح پر عدم کے لاحق ہونے کا صاف انکار کیا ہے۔ وہ مانتا تھا کہ روح جہنم میں اپنے وجود کے ساتھ بنی رہیگی۔ اور معدوم نہ ہوگی۔ پھر وہ موت کیا ہو جو اکثر روح پر بولی جاتی ہے؟

روح فانی ہے اور مردہ نہ اس معنی میں کہ اُس کی ہستی جاتی رہیگی۔ بلکہ اس معنی میں کہ خدا کا مقصد اس میں بر نہیں آتا۔ مثال کے طور پر آپ گھڑی کو لیں۔ گھڑی کے بنانے اور خریدنے والے دونوں کا مقصد واحد ہے۔ گھڑی وقت بتانے کے لئے بنائی اور خریدی جاتی ہے پھر اگر کوئی گھڑی اپنی اس غرض کو پورا نہیں کرتی تو وہ بنانے اور خریدنے والے دونوں کیلئے مردہ ہو کیونکہ دونوں کی غرض اُس سے وقت کو جاننا تھا۔ اب گھڑی اپنی



ہستی میں خواہ ہمیشہ تک رہے مگر اپنے اصل مدعا کے ادا نہ کرنے کے سبب صانع اور مشتری دونوں کے نزدیک مردہ ہے۔ اسی نہج پر روح کو قیاس کریں۔ وہ روح جو اپنے اصل مدعا اور مقصد کی پیروی کی راہ ترک کر کے ادھر ادھر کی لایعنی اور فضول باتوں میں ریجھ جاتی اور یوں اپنے آپ کو اپنے اصل مقصد سے گرا دیتی ہے خدا کے لئے مردہ ہے۔ اگرچہ اپنی ہستی کے اعتبار سے وہ زندہ اور موجود کہی جا سکتی ہے۔ وہ روح مر جاتی ہے جس میں خدا کا مقصد مر جاتا ہے اور وہ روح زندہ رہتی ہے جس میں خدا کا مقصد زندہ رہتا۔ گناہ وہ شے ہے جو خدا کے مقصد کو روح کے اندر قتل کر دیتا ہے۔ خدا کا یہ مقصد خداوند مسیح کے ذریعہ پورا ہوتا جو اس لئے ظاہر ہوا کہ گناہ کو نیست و نابود کرے اور زندگی اور بقا کو انجیل کے وسیلہ سے روشن کرے جسکے پاس بیٹا ہے اس کے پاس زندگی ہے۔ اور جس کے پاس بیٹا نہیں اس کے پاس زندگی بھی نہیں ۱ یوحنا ۵: ۱۲۔ کیونکہ چشمہ حیات وہ آپ ہی ہے۔ یوحنا ۱: ۴۔ اس میں زندگی تھی۔ اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا گنہگار کو یہ زندگی جو ہمیشہ کی زندگی ہے مسیح میں شامل ہونے سے ملتی ہے۔ اس سے جدا ہو کر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ بات انجیل میں بہت سی مثالوں اور تشبیہوں کے ذریعہ صاف کی گئی ہے۔ مثلاً انگور کا درخت اور ڈالی۔ بدن وغیرہ۔ اسی میں ہم اپنی ساری زندگی ساری حرکت اور سارے حواس اور شعور کو رکھتے ہیں جو آسمانی زندگی کو ظاہر کرتے اس کے بغیر رشتہ حیات ہے نہیں صرف اس کے وصل سے زندگی ہے جیسے شاخ کو درخت کے ساتھ پیوستگی سے ملتی۔ اس زندگی کے پھل بھی بتائے جاتے ہیں گلتی ۵: ۲۲ روح پاک اس زندگی کا جاری رکھنیوالا اور رہبر ہے۔

(۲) اس زندگی کے جو ہمیں خداوند مسیح سے ملتی نا نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ وہ خدا میں پوشیدہ ہے۔ یہ زندگی ایک حقیقت مخفی ہے۔ جو اپنے انکشافات سے جانی اور پہچانی جاتی۔ زندگی صرف ایک تعلق کا نام ہے۔ اعضائے بدن میں ایک خاص اور پوشیدہ تعلق ہوا کرتا ہے۔ اور ہر عضو سے ایک خاص کام متعلق ہوتا ہے۔ جب تک وہ عضو اپنے خاص کام کو انجام دیتا رہتا ہے زندہ کہلاتا ہے اور جونہی کہ وہ اس خاص کام کے ادا کرنے سے ہٹ جاتا۔ خواہ کٹ کر یا سوکھ کر مردہ کہلاتا ہے۔ ہماری زندگیوں کی چھوٹی چھوٹی نالیوں کا تعلق اس مبدائے حیات سے ہے جو زندگی کا لامحدود اور بے کران بحر ہے۔ چونکہ وہ زندہ ہے اس کے ساتھ تعلق رکھنے کے سبب ہم بھی زندہ ہیں۔ یہ تعلق خداوند مسیح کے وسیلہ پیدا ہوتا ہے۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں۔ یوحنا ۱۰: ۱۰

(۳) اس زندگی کا آئینہ جلال ہے۔ یہ زندگی ایک دن اپنے پورے جلال اور شکوہ کے ساتھ ظاہر ہوگی۔ موجودہ زندگی میں اس زندگی کا جلال اسی قدر نمایاں ہوتا ہے جس قدر ہم مسیح کو اپنی زندگی میں لیتے اور دکھاتے ہیں۔ جس قدر مسیح کی زندگی ہماری زندگی میں نظر آتی۔ ہماری زندگی کا جلال اتنا ہی نمودار ہوتا ہے۔ اس زندگی میں ایماندار کی حالت بہت کچھ خداوند مسیح کی زمینی حالت کے مماثل و مشابہ ہے لوگ ہم پر استہزا کریں یا ہمارا مضحکہ اڑائیں ہماری ہنسی اور مذاق کریں۔ نا ملائم اور درشت باتیں ہمارے حق میں کہیں ہم نہ گھبرائیں۔ کیونکہ یہی مسیحی زندگی جس کی نسبت لوگ ہمیں سخنان شنیع کہتے۔ ایک دن اپنے کامل جلال اور جمال کے ساتھ ظاہر ہوگی۔ اس وقت ہمارے سارے مخالف سیاہ رو اور شرمندہ ہونگے۔ آدمی تمہاری قدر و وقار کرے یا نہ کرے اس کا کیا! تم خدا کے فرزند ہو اور اب تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ تم کیا کچھ ہو جاؤ گے۔ آہ! یہ کیسا بڑا رتبہ اور فضیلت ہے ایماندار کی۔

ہمارے لئے سبق

(۱) آؤ ہم آج اپنے سے پوچھیں سنجیدگی اور خوف کے ساتھ کیا مجھ میں یہ زندگی آگئی ہے؟ کیا میں موت سے نکل کر اس زندگی میں داخل ہو چکا ہوں؟ جس میں مسیح کا روح نہیں وہ مسیح کا نہیں۔ عزیزو نیا سال اس نئی زندگی کی برکت کا اپنے نئے سال بناؤ تاکہ آگے کو تم اس نئی زندگی میں قدم مارو۔

(۲) مسیحی زندگی چند چیزوں کے انکار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ یہ مسیحی زندگی چند چیزوں کا انکار کرتی ہے۔ چوری نہ کرنا جھوٹ نہ بولنا۔ بدگوئی نہ کرنا۔ ان کے نہ کرنے سے مسیحی زندگی ہمارے اندر نہیں آتی۔ بلکہ جہاں مسیحی زندگی آ جاتی ہے۔ وہاں ایسے کام آپ سے آپ جاتے رہتے ہیں۔ تم مسیح کو اپنے اندر آنے دو تمام گناہ آپ جاتے رہیں گے۔ یہی زندگی وہ ہے جو غیر فانی کہلاتی ہے۔

(۳) یہ زندگی ایک روز اپنے اعلیٰ جلال میں ظاہر ہوگی جب خداوند مسیح ظاہر ہوگا۔ کیا میں اور آپ اس کی جلالی آمد کے منتظر نہ رہیں اور اس کی آمد کو نہ چاہیں جس کے آنے پر موت نیست ہوگی اور وہ جو فنا میں بویا گیا تھا بقا میں اٹھایا جائیگا۔ اور جو بے حرمتی میں بویا گیا جلال میں اٹھایا جائیگا۔ آنے والا جلد آئیگا اور دیر نہ کرے گا۔ کیا ہماری دعا اس سال یہ نہ ہو۔

اے خداوند یسوع آ

پادری یوحنا خاں۔ از لودیانہ

تعلیم الواعظین

وعظ کا علم ہمالیٹک کہلاتا ہے۔ اور یہ لفظ اس لئے مشہور ہوگیا ہے۔ کہ اس ایک ہی لفظ میں وعظ کا بیان پایا جاتا ہے۔ ہمیر ہوملی بمعنے اکٹھا ہونا اور ہوملیا بمعنے اکٹھے ہو کے گفتگو و نصیحت کرنا۔ اور جو لفظ اس سے علاقہ رکھتا ہے وہ ہمالیٹے کی صنعت ہے۔

اور اسی سے یہ نام ہمالیٹک نکلا ہے۔ جو نصیحت سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور اس لفظ کے معنے پہلے گفتگو تھے پھر نصیحت ہوئے۔ جو پاک کلام کے پڑھنے کے بعد دی جاتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ پہلے پہل مسیحی دین کے مسائل کی نسبت آپس میں گفتگو کرتے تھے اور ہر ایک جس کے دل میں روح القدس کی طرف سے جو کچھ آتا تھا۔ وہ بولتا تھا۔ اور پیچھے سب کے بولنے کے بعد سردار کی طرف سے نصیحت ہوا کرتی تھی۔ اور یہ نصیحت اس مقرری مقام پاک کلام سے ہوتی تھی جو جماعت کے لئے پڑھا جاتا تھا۔ بعد ازاں رفتہ رفتہ نصیحت عبادت کا ایک حصہ بن گئی نیز اوریگنیس صاحب کے زمانہ سے ہوملیا کا نام اس وعظ کو دیا گیا۔ جو کلیسیا میں سنایا جاتا تھا۔ اور جو منادی غیر مذہب کے لوگوں کو کی جاتی تھی۔ اس کا نام کرگما معنے بشارت تھا۔ لیکن آجکل مغربی کلیسیا میں ہوملی کا نام ایک خاص قسم کے وعظ کو دیا جاتا ہے۔ یعنے تفسیری وعظ کو۔ مگر ہمالیٹک کا نام اس علم کو دیا جاتا ہے جس میں واعظ کی تقریر ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ان معنوں یعنے وعظ اور منادی میں فرق ہے۔ کیونکہ ایک تو مسیحیوں کے واسطے ہے اور دوسرا غیر مذہب کے لوگوں کیلئے لیکن تو بھی دونوں کی بنیاد ایک ہی ہے۔ معنے پاک انجیل کہ جس کے معنے خوشخبری کے ہیں۔ انشاءاللہ ہم ان دونوں باتوں کی بابت کچھ بیان کرینگے۔ شاید اس طرح بہتر ہوگا کہ پہلے وعظ کی بابت بیان کیا جائے۔ کیونکہ وعظ جو مسیحیوں کو کیا جاتا ہے اس میں ترتیب اور قاعدہ بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ اور ہونا بھی چاہئے۔ اور بعد ازاں ان باتوں کا بیان کرینگے کہ جن میں منادی وعظ سے فرق رکھتی ہے۔ کیونکہ منادی میں جو مختلف عقاید کے لوگوں کو کی جاتی ہے۔ اس قدر ترتیب و قواعد کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ اب ہم وعظ کی بابت چار باتوں کا بیان کرینگے۔

۱۔ وعظ کی حقیقت کے باب میں

۲۔ واعظ کی صفات کے باب میں

۳۔ وعظ کے مادے کے باب میں۔

۴۔ وعظ کی حقیقت کے بیان میں

اوّل۔ وعظ کی حقیقت کے بیان میں۔

۲ طمطیس ۴: ۵۔ مگر تو ساری باتوں میں ہوشیار رہ دکھ اٹھا۔ بشارت کا کام انجام دے۔ اپنی خدمت کو پورا کر۔

پاک کلام بائبل کے شروع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدمیوں نے خدا کا نام پکارا۔ پیدایش ۴: ۲۶ اور ابراہیم نے خدا کا نام پکارا پیدایش ۱۲: ۸۔ جس لفظ کا ترجمہ پکارا ہوا ہے وہ زبان عبرانی میں قارا קָרָא ہے جس کا مطلب ہے عبادت تعریف اور شکر گذاری کے لئے یہوواہ یعنے خداوند کے نام کو اونچی آواز سے سنانا خروج ۳۳: ۱۹۔ مزمور ۱۰۵: ۱۔ پھر خدا کے نبیوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خدا کے نام یعنے صفات کا بیان اس کے بندوں پر ظاہر کریں۔ یسعیاہ ۶: ۵ سے ۸ یرمیاہ ۱: ۵ سے ۹ لیکن پرانے عہدنامہ میں خدا کی صفات جو گنہگار کی نجات سے علاقہ رکھتی ہیں۔ بیان کی گئی تھیں۔ اس لئے قارا קָרָא کے معنے خدا کی نجات کے ارادے کو ظاہر کرنے کے ٹھہرتے ہیں۔ ایک اور لفظ بھی عہد عتیق میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنے مبشر מְבַשֵּׂר بمعنے بشارت۔ یسعیاہ ۵۲: ۷ پہاڑوں کے اوپر کیا ہی خوشنما ہیں اس کے پاؤں جو خوشخبری دیتا ہے اور سلامتی کی منادی کرتا ہے اور خیریت کی خبر لاتا ہے اور نجات کا اشتہار دیتا ہے جو صیحون کو کہتا ہے کہ تیرا خدا سلطنت کرتا ہے۔ رومی ۱۰: ۱۵ یسعیاہ ۴۰: ۹۔ مزمور ۴۰: ۱۰

نئے عہدنامہ میں سات الفاظ قابل غور ہیں

۱۔ کیرکس Χηρυξ بمعنے مناد۔ و پیغمبر ۱ تمتھیس ۲: ۷۔ ۲ تمتھیس ۱: ۱۱۔ ۲ پطرس ۲: ۵

۲۔ کیرسو Χηρυσσω بمعنے مشہور کرنا۔ منادی کرنا سمجھا دینا۔ اشتہار دینا۔ متی ۱۰: ۷۔ مرقس ۷: ۳۶

۳۔ کیرکسو اوسن Χηρυξουσιν بمعنے منادی رومی ۱۰: ۱۵

۴۔ یوانگلیسومائی ευαγγελιζωμενος بمعنے خوشخبری دینا۔ مرقس ۱۰: ۷۔ اعمال ۱۵: ۳۵

۵۔ مارتس μαρτυς بمعنے گواہ۔ شاہد۔ متی ۱۸: ۱۶

۶۔ مارتیری آ μαρτρια بمعنے گواہی شہادت۔ مرقس ۱۴: ۵۵ و ۵۹

۷۔ مارتواس μαρτυρες بمعنے گواہی دینا اعمال ۱: ۸

اور اس خوشخبری کے پھیلانے کے ساتھ ضرور ہے کہ آدمی کے گناہ کا بھی کھولکر بیان کیا جائے اور گنہگار کی عادلانہ سزا کا بھی عبرتاً بیان ہو۔ یسعیاہ ۱: ۲ وغیرہ۔ اعمال ۷: ۵۱ وغیرہ ۲ پطرس ۳: ۵ وغیرہ۔ لیکن عہد عتیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں خاصکر گناہ کی بابت دھمکی اور عدالت الٰہی کا خوف بہت دیا گیا ہے۔ مگر جب سے خداوند مسیح ظاہر ہوا ہے تب سے منادی اور وعظ کا مطلب پاک انجیل کی بشارت میں داخل ہوگیا ہے کیونکہ پہلے جو دھمکائے جاتے تھے اُن کو اب توبہ کی منادی کیجاتی

ہے - اور انجیل اور خداوند کی بادشاہت کی خوشخبری طرف ایک ہی خداوند یسوع مسیح میں پائی جاتی ہے - کیونکہ توبہ کا وعظ اور منادی سوائے خداوند یسوع مسیح کی بشارت کے کچھ نہیں ہے - اس لئے کہ خداوند کے تجسم زندگی - موت جی اٹھنے - اور صعود فرما کر آسمان پر سلطنت کرنے کے ذریعہ سے دنیا کو نجات ملی ہے لوقا ۲۴: ۴۷ - ۴۸ - یوحنا ۳: ۱۶ - ۱۷ - اعمال ۲: ۳۸ - رومی ۱: ۱۶ اور خداوند کے رسولوں کی بشارت کا خلاصہ یہ ہے ۲ قرنتی ۵: ۲۰ پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں - گویا ہمارے وسیلے سے خدا التماس کرتا ہے - ہم مسیح کی طرف سے منت کرتے ہیں کہ خدا سے میل ملاپ کر لو - اور اعمال ۱۶: ۳۱ اور انہوں نے کہا خداوند یسوع پر ایمان لا تو تو اور تیرا گھرانا نجات پائیگا -

لیکن ان کے لئے جو ایمان لا چکے ہیں زیادہ ترقی کرنی ضرور ہے - چنانچہ انجیل بعض کے لئے جو ہنوز بچے ہیں دودھ ہے اور بڑی عمر والوں کے لئے بھی خوراک ہے - اسلئے اُن کو بشارت سننے انجیل کے سوا بھی سکھانا ضروری ہے - متی ۴: ۲۳ لوقا ۲۰: ۱ - متی ۲۸: ۲۰ اور اس کے سوا یہ بھی ضرور ہے کہ جو لوگ انجیل کی منادی یا نصیحت کا کام کرتے ہیں وہ پہلے اپنے دل میں اُس کی تاثیر کو معلوم کریں اور پھر اپنے تجربہ کی باتیں لوگوں کو سنائیں - کیونکہ اُن کی بشارت دینی یا انجیل سنانی جواب دہی کہلاتی ہے اور جب ان کے اس دعوی کی سچائی کی بابت اُن کا اپنا چال چلن و تجربہ گواہی دیتا ہے تو تب اُن کے وعظ و منادی میں پورا پورا استقلال و تسلی ہو سکتی ہے اور وہ خداوند کی گواہی دے سکتے ہیں - چنانچہ خداوند نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا ہے کہ تم میری بابت گواہی دو - یوحنا ۱۵: ۲۶ و ۲۷ - لوقا ۲۴: ۴۸ - اعمال ۱: ۸ و ۲: ۳۲ و ۳: ۱۵ - اور رسولوں کا خاص کام یہ تھا - کہ وہ خداوند مسیح کے جی اٹھنے کی گواہی دیں - اعمال ۱: ۲۲ و ۲۵ - ۱ یوحنا ۱: ۲ و ۳ اور اسی لفظ مارتوری آ - μαρτυρια گواہی میں وعظ اور منادی کا مطلب داخل ہے - کیونکہ جو گواہ ہے وہ بشیر بھی ہوگا اور خوشخبری دینے و سنانے والا وہ اسلئے ہوگا کہ اُس نے ان باتوں کا تجربہ کیا اور اس تجربہ سے قوت و قدرت حاصل کی ہے تاکہ وہ ان کی بشارت دے سکے -

دوم منادی کی غرض کی بابت - منادی کی غرض اُن لوگوں کی نجات ہے جو منادی سنتے ہیں - لیکن حصول نجات سننے والوں کی حالت پر موقوف ہے نہ کہ منادی پر - منادی اُن کو جو خدا کی بادشاہت سے باہر ہیں اُس میں داخل کرنا چاہتا ہے - اور اُن کو جو اس کے اعضا ہیں وہ اُنہیں خدا کی بادشاہت میں قائم و پختہ اور کامل کرنا چاہتا ہے اس لئے انجیل کی منادی دو قسم کی ہے -

۱ - غیر مذہب والوں کے لئے منادی - یہ خداوند کے حکم کے مطابق ہے - جیسا لکھا ہے کہ ضرور ہے کہ انجیل کی منادی یعنے ہمارے منجی کا ابدی ارادہ جو سب آدمیوں کے حق میں ہے - وہ تمام دنیا میں گواہی کے لئے سنایا جائے - تاکہ توبہ اور ایمان کے وسیلے سے وہ اُس نجات کو حاصل کریں -

چنانچہ اس بڑے کام کے لئے خاص کر تین طرح کی مدد ملتی ہے -

الف - کلام اللہ کی قدرت جو کہ وہ بذاتہ ہی اپنے میں رکھتا ہے - اور جس کا اثر نہ صرف عقل پر بلکہ نیت پر بھی ہوتا ہے - کیونکہ یہ نہ صرف زندہ کلام ہے - بلکہ روحانی قدرت بھی ہے یسعیاہ ۵۵: ۱۱ - عبرانی ۴: ۱۲ یوحنا ۶: ۶۳ ۲ قرنتی ۲: ۱۴ - ۱ پطرس ۱: ۲۳

ب - منادی کی خاص گواہی جو وہ اپنی طرف سے دیتا ہے کہ میں نے اس سے یہ نصیحت پائی - یا یہ میرا تجربہ ہے کہ جو باتیں میں تم کو سناتا ہوں وہ خداوند مسیح سے ہوئیں اور ہو سکتی ہیں - اور میں نے خود اُس کی قدرت کو معلوم کیا اور فائدہ اُٹھایا ہے -

ج - روح القدس کا کام - اگر منادی سچا ہے تو روح القدس اُس میں اور کلام میں تاثیر کرتا ہے اور منادی کے استقلال اور گواہی سے روح القدس کا ثبوت ملتا ہے -

۲ - کلیسیا کے لئے وعظ - جب کسی شخص نے خداوند مسیح کی خوشخبری کو قبول کیا ہے تو اُس کی تاثیر ختم نہیں ہوتی - اور نہ خدا کا خزانہ خالی ہو گیا - بلکہ اُس نے تو شروع ہی کیا ہے اس لئے اپنی اور ترقی کے لئے وہ بہت کچھ سننا اور عمل میں لانا اُسے واجب ہے - خاص کر اس واسطے کہ وہ انجیل کے لائق چال چلے پس اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کلیسیا میں اُس کو خدا کے زندہ کلام میں سے نصیحت دی جانی واجب ہے - اور یہ نصیحت جو قاعدوں اور ترتیب کے موافق دیجاتی ہے - وعظ کہلاتی - اور چونکہ خادم الدین کلیسیا میں وعظ کرتے ہوئے اُسی بنیاد پر جو شروع میں ڈالی گئی تھی ایک عمارت بناتا ہے - اس لئے اس کے کام کی تاثیر عمارت بنانا کہلاتی ہے - کیونکہ اُس میں بیان مضمون کا مرکز تو وہی خداوند یسوع مسیح ہے - مگر تعلیم کا طریقہ کچھ اور ہے افسی ۲: ۲۰ و قلسی ۲: ۷ - اور اس کام کے لئے واعظ کو ایک خاص حکمت درکار ہے - تاکہ ہر وقت اور ہر جگہ ہر ایک جماعت کو وہ ایسی باتیں سنائے جو اس کے لئے مفید ہوں - اور اسی طرح کا وعظ کرنا درستی سے تفصیل اور تقسیم کرنا کہلاتا ہے جیسا کہ ۲ تمتھیس ۲: ۱۵ میں ہے - پس وعظ اور منادی کے لئے مختلف نام نئے عہدنامہ میں آئے ہیں - جو لکھے جا چکے ہیں - پس منادی غیر مذہب والوں کے لئے اور سکھانا کلیسیا کے واسطے - اور خوشخبری دونوں کے لئے ہے - اور یہ تینوں یعنے منادی - خوشخبری اور سکھانا - لفظ مارتوریا μαρτυρια یعنے گواہی میں داخل ہیں - الغرض منادی اور وعظ وہ گواہی ہے جس کا حکم خداوند نے اپنے رسولوں کو دیا - اعمال ۱: ۸ -

باقی آئندہ

ٹامس ہاول بشیر - لاہور

میں کون ہوں؟

تم خوب جانتے ہو کہ میں کون ہوں پھر دریافت کرنے کی کیا ضرورت؟ شاید تم مجھے بھول گئے۔ میرا خیال تمہارے دل سے جاتا رہا۔ آتشِ محبت تمہارے بجھ چکی۔ کوئی وجہ ضرور ہے جو تم نے مجھے پہچانا نہیں لیکن کیا میں اسباب کو یقین کروں کہ تم سچ مچ مجھے بھول گئے ہو؟

تم نے مجھے اُس وقت دیکھا تھا جبکہ میں زمانہ کے سرد و گرم سے محض ناواقف تھا۔ دنیا کی نیرنگیوں نے مجھ پر کوئی خاص افسوس نہ چھوڑا تھا۔ جبکہ میرے باغِ جوانی میں خزاں نہ آئی تھی۔ بلکہ اُس میں ایک بہارِ بے خزاں کا عالم تھا آہ! وہ دن بھی کیا عیش کے دن تھے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ بزمِ عیش اس قدر جلد برہم ہو جائیگی۔ مگر کیا سچ مچ مجھ میں بھی اس تبدیلی سے کوئی خاص ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے جو تم نے مجھے نہیں پہچانا؟

ایک وہ دن تھا کہ وہ ناآشنائے رنج تھا۔ جو باتیں آج جگر پر زخم کاری لگاتی ہیں۔ اُس وقت بالکل بے حقیقت نظر آتی تھیں۔ میں سمجھتا تھا کہ دنیا میں جو خوشیاں ہیں وہ میرے ہی لئے ہیں اور میں خوشیوں کے لئے۔ گویا یہ لازم و ملزوم ہیں۔ مگر یہ میرا خواب و خیال تھا۔ اس کی کوئی اصلیت نہ تھی۔ اب وہ دن یاد آ جاتے ہیں تو سر دُھن دُھن کر پچھتاتا ہوں۔ افسوس وہ دن بھی کیا جلد گذر گئے۔

لیکن یہ تو تم خوب جانتے ہو کہ ہر بزمِ عیش برہم ہونے والی ہے۔ پھر اگر میرے وہ دن نہ رہے تو تمہارا ایسی بے التفاتی سے پیش آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جس حالت میں تم اُس وقت تھے اب بھی اُسی میں ہو؟ یا کہ موجودہ حالت تا دیر قائم رہے گی؟ اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ وہ دن کیوں جاتے ہو مجھی کو دیکھو میں اُس وقت کیا تھا اور اب کیا ہوں؟

میں نے مانا کہ اب میرے دل میں وہ جوش و خروش نہیں۔ میرے چہرہ کی وہ رنگت جاتی رہی۔ آنکھیں اندر کو دب گئیں۔ بال پک گئے۔ یہ سب کچھ سہی۔ مگر کیا اس میں تقاضائے عمر کا کچھ حصہ نہیں؟ کیا یہ سب باتیں میرے ہی سر تھوپی جائینگی؟ اگر تم ایسا کرو تو تم سے زیادہ بیدرد اور کون شخص ہو سکتا ہے؟

جس حالت میں اب تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ ایک دن یہ بھی جاتی رہے گی۔ یہ عالم کے تغیرات ہیں۔ ان میں کسی کا چارہ نہیں۔ ایک وہ دن تھا کہ عالم میں ہمارا نام و نشان نہ تھا۔ آخر نیستی سے ہستی میں آئے۔ گودیوں سے اُتر کر زمین پر گھٹنے گھسیٹے کھیل کود کر بڑے ہوئے بہارِ جوانی کے مزے اُڑائے۔ پھر رخصتِ شباب کا غم کھایا۔ اور اب پیری کا رونا رو رہے ہیں۔ ایک دن دیکھو گے کہ نہ ہم ہونگے اور نہ یہ پیری۔

پھر جبکہ ہماری ہستی فنا ہونیوالی ہی ہے تو ایسی بے التفاتیوں سے کیا کام؟ آؤ۔ اس دم کو غنیمت سمجھیں ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھیں۔ رہی سہی زندگی کو بھی مفت نہ گنوائیں۔ اگر یہ بھی یونہی غفلت میں ضائع ہو گئی تو پھر مرسی ہوگی۔ آؤ ہوش میں آؤ۔ اب پھر نہ پوچھنا کہ میں کون ہوں جو اب تمہیں معلوم ہو گیا۔ جو کچھ تم ہو وہی میں ہوں یعنی میں بھی فنا ہونیوالا ہوں۔ اور تم بھی فنا ہونے والے ہو۔ اور جو کچھ ہماری تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے یہ سب بھی فنا ہونیوالا ہے۔

(شاکر میرٹھی)

لاہور میں سرکاری مقدمات کی تعداد بڑھ جانے کے سبب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے چھ مہینہ کے لئے سردار کھڑک سنگھ وکیل کو لاہور اسٹیشن ڈویژن کے لئے سیکنڈ پبلک پراسیکوٹر مقرر فرمایا ہے۔

وسائل ترقی اشاعت نُورافشان

معزز و مہربان جناب بزرگ ایڈیٹر صاحب دام اقبالہٗ

گذشتہ ہفتہ کے پرچہ نورافشاں میں ایک اپیل دربارہ ترقی اشاعت نورافشاں احقر کی نظر سے گذری۔ نیز بموجب آپ کی اطلاع کے بندہ ایک مفید صلاح نورافشاں کے خریدار بڑھانے اور پیدا کرنے کی پیش کرتا ہے۔ اگر منظور اور قابل ہو تو عمل میں لائی جاوے۔ یعنی ایک ایسا شخص جو کم از کم پریچر ہو تھوڑے دنوں کے واسطے مقرر کیا جاوے۔ جو بڑے بڑے شہروں میں جا کر نئے خریدار پیدا اور تیار کرے۔ یہ شخص نہ کورا عالے اور اچھے رسوخ والا ہو بزرگ من اگر خادم کی رائے منظور فرمائی جاوے تو بہتر ہوگا کہ گشت کنندہ کو ایک کاپی معہ اپنی ایک درخواست چٹھی کے عنایت کیجاوے تاکہ لوگوں کو یقین ہو اور کاپی پر خریدار اپنا نام تحریر کرتے جاویں۔

اگر آپکو گھاٹے اور زیادہ نقصان کی صورت و سبب نہ ہو وے تو گشت کنندہ کو فی پرچہ کمیشن بجائے ریلوے کرایہ دیا جاوے میرے خیال میں اگر ایک سو نئے خریدار بنائے جاویں تو شخص مذکورہ کو ۲ روپیہ بچتے ہیں۔ ان کمیشن روپیہ میں کم از کم بیس شہروں میں گھوم سکتا ہے۔ و دیگر جن اصحاب کی نظر سے نورافشاں گذرتا ہو انکو مناسب ہے کہ اپنے دوستوں کو اسکی خریداری اور لینے کا شوق دلاویں۔ خادم نے بھی اپنے کئی دوستوں سے اسکا ذکر کیا ہے۔ ہم بلند آواز سے کہنا چاہتے ہیں

کہ نور افشاں ایک بے نظیر مسیحی اخبار ہے جو مدت سے حقیقی نور کو بڑھا اور پھیلا رہا ہے۔ پس مسیحیوں کا فرض ہے کہ کم از کم اسکے تیل کا تو خیال رکھیں۔

خادم ایم سی نیوٹن۔ گل۔ دہرہ دون

میاں بیوی کا دینی مناظرہ

پہلا باب

میاں:۔ میں نے کبھی ایسا اخبار نہیں پڑھا۔ یہ کن لوگوں کے واسطے ہے۔ کہو عزیزہ تم کو اس اخبار سے کچھ تعلیم ملتی ہے؟

بیوی:۔ پیارے کون سے اخبار کا ذکر کرتے ہو۔

میاں:۔ یہ گاسپل ٹرمپٹ[۱] ۔ تم کو یہ کہاں سے ملگیا؟

بیوی:۔ میرے پاس یہ چار یا پانچ ہفتے سے آتا ہے۔ وے سال میں ایک موقعہ پر یہ اخبار دس ہفتہ تک بھیجتے ہیں اور مجھے بھی اسی قیمت پر دس ہفتوں کے لئے آتا ہے۔ میرا خیال ہو کہ مسٹر مَری اس کو میرے نام بھیجاتی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب پچھلی گرمیوں میں وہ ہمارے پاس تھی تو اس اخبار کا اور ان مقدسوں کا بھی ذکر کرتی تھی جو اُس کے متعلق کلام کرتے ہیں۔

میاں:۔ ہاں مقدس! کس نے کبھی مقدسوں کا نام بھی اس دنیا میں سُنا؟ ۔ تمام مقدس تو آسمان پر ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے "ہم جلال میں مقدسوں کا تاج پہنینگے"۔

بیوی:۔ مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ بائبل میں یہ بات کہیں نہیں پائی جاتی۔ میں سوچتی ہوں کہ آپ نے یہ بہاری دمیتھوڈسٹ مشن اگسٹ کی کتاب میں پڑھا ہوگا۔ بائبل میں مقدسوں کے اس دنیا میں پائے جانیکا ذکر ہے۔

میاں:۔ مجھے معلوم ہے بائبل میں مقدسوں کا کچھ ذکر تو ہو لیکن یہ ذکر نہیں کہ اس دنیا میں بھی مقدس ہیں۔

بیوی:۔ میرا خیال ہے کہ یہ ذکر ضرور بائبل میں ہے مجھے بائبل تو لانے دو۔ ہاں دیکھو پولوس رسول افسیوں کو خط لکھتے وقت یوں کہتا ہے "پولوس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسول ہو افسس کے مقدسوں کو جو یسوع مسیح میں ایماندار ہیں"۔ تو افسس میں مقدس تھے اور پھر دو قرنتیوں کے پہلے باب میں وہ یوں فرماتا ہے "اور تمام اخیہ کے سب مقدسوں کو لکھتے ہیں"۔

میاں:۔ میں اپنی کلیسیا میں کوئی چالیس سال سے شامل ہوں اور اپنے نہایت ہی لائق و فائق پادریوں کی وعظ وغیرہ سُنی ہیں۔ اور میں نے کبھی نہیں اس دنیا پر مقدسوں کے ہونے کے امکان کا ذکر کرتے نہیں سُنا۔ مجھے اُمید نہیں کہ یہ اخبار مجھ کو کچھ سکھا سکے۔ کیونکہ پیشتر اس کے کہ یہ اخبار ہستی میں آیا میں جانتا تھا کہ کیسی ہونا گیا ہے۔

بیوی:۔ صرف اس اخبار ہی میں مقدسوں کا ذکر نہیں ہو لیکن بائبل میں بھی یہ ذکر آتا ہے۔ اور جو کچھ بائبل کہتی ہے ہمیں اُس کا یقین کرنا چاہئے۔ مسز مَری کہتی ہے کہ جہاں وہ رہتی ہے وہاں بہت سے مقدس ہیں۔

میاں:۔ اچھا مجھے بجنسہٖ اُمید ہو کہ وہ مقدس اور ہماری طرف نہیں آئینگے۔ کیونکہ میں مقدس جیسی عجیب چیز کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ کہو یہ اخبار تم کب سے پڑھتی ہو؟

بیوی:۔ میں کوئی چار ہفتہ سے اس کو پڑھتی ہوں یعنی جب سے میرے نام پر آتا ہے۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے۔ کہ میں ایسا اخبار ابھی تک نہیں دیکھا۔ میں اس کا ہر ایک لفظ پڑھتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ جب یہ دس ہفتہ کی میعاد ختم ہو جائے تو آپ ایک سال کے لئے اس کا چندہ بھیج دیں۔

میاں:۔ ایک سال کے لئے چندہ بھیج دوں۔ ہرگز کبھی نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ اخبار میرے گھر میں دکھائی بھی دے میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے ایسی فضول اخبار پڑھیں۔ دیکھو یہ کیا لکھا ہے۔ پچھلے ستمبر کی پندرہ تاریخ کو میں ایک گھوڑا گاڑی پر سے گر گیا اور میرے سر اور دہنے کندھے میں سخت چوٹ آئی اور کندھے کی ہڈی بھی اُتر گئی۔ میرے حالات اس قسم کے تھے کہ کام کرنے کے بغیر میرا گزارہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور خداوند نے مجھے کام کرنے کی طاقت دی۔ اور ایک دن بھی چارپائی پر نہیں لیٹا۔ اور دیکھو ایک کہتا ہے کہ میں جھوڑے کی بیماری سے اچھا ہو گیا اور دوسرے نے پھوڑے سے آرام پایا اور تیسرے کی آنکھیں خراب تھیں وہ اچھی ہو گئیں کیا تم نے کبھی ایسی واہیات باتیں سُنی ہیں؟ تم کو تو معلوم ہی ہے کہ ہمارے پادری کی نسبت کوئی زیادہ عالم اور عمدہ منّاد نہیں ہے۔ اور میں نے اُسے یہ کہتے سُنا ہو کہ معجزوں کا زمانہ گزر چکا ہے۔

بیوی:۔ میں اپنے پادری کی بڑی قدر کرتی ہوں۔ لیکن جب سے میں اس اخبار کو پڑھتی ہوں تب سے میری طبیعت اس قسم کی ہوگئی ہے کہ ہر بات میں انسان کی طرف تاکنے کی نسبت۔ خدا اور بائبل کی طرف تاکتی ہوں۔ اب مجھے بتائیں کہ بائبل میں کہاں لکھا ہے کہ معجزوں کا زمانہ گزر چکا ہے؟

میاں:۔ ہمارے پادری کالج اور سمنری میں تعلیم پاتے ہیں اور ان کو میری اور تمہاری نسبت ان باتوں کا زیادہ علم ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس اخبار کے متعلق کے مقدسوں سے بھی زیادہ بائبل جانتے ہیں۔

بیوی:۔ لیکن بائبل کہتی ہے کہ اس دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ خدا نے اس دنیا کے کمزوروں کو چن لیا کہ زور آوروں کو شرمندہ کرے۔

میاں:۔ میں اپنے پادری کی بات کا زیادہ اعتبار کرتا ہوں اور ایسی ویسی باتوں کا ہرگز یقین نہ کرونگا۔

---

[۱] گاسپل ٹرمپٹ ایک مذہبی ہفتہ وار اخبار ہو انگریزی زبان میں اینڈرسن انڈیانا امریکہ سے نکلتا ہے۔ قیمت ہے سالانہ۔ مترجم



بیوی :- لیکن میرے عزیز یہ کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے۔ یہ جو میرے ہاتھ میں ہے انسان کی تعلیم نہیں ہے - یہ بائیبل ہے۔ آپ کس کو مانینگے بائیبل کو یا انسان کو؟

میاں - میں سوچتا ہوں ہماری کلیسیا اور ہمارے پادری مجھے کافی ہیں اور میں اپنے پرانے طریق پر قائم رہونگا

بیوی :- میں سوچتی ہوں ہمیں بائیبل کی باتیں ماننی چاہئیں ہو سکتا ہے کہ دانا سے دانا انسان غلطی پر ہو - لیکن بائیبل غلط نہیں ہے اور ہم اس کو سیکھنے کے لئے ہمیشہ جوان ہیں

میاں - میں سوچتا ہوں یہ پہلا ریمارک تم نے میرے لئے کہا ہے - میری عمر اب اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ یہ اخبار مجھ کو کچھ نہیں سکھا سکتی۔

بیوی :- لیکن جو کچھ کہ بائیبل چنگا ہونے کی بابت کہتی ہے وہ میں آپ کو سنانا مانگتی ہوں - "اور تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا - اور جو ایمان نہ لائیگا - وہ مجرم ٹھہرایا جائیگا - اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہونگے۔ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے - نئی نئی زبانیں بولینگے - سانپوں کو اٹھا لیں گے - اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے انہیں کچھ ضرر نہ پہونچے گا - وہ بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو اچھے ہو جائینگے" اب دیکھیں بائیبل کہتی ہے کہ جو ایمان لائینگے وہ یہ کچھ کرینگے۔ آجکل کی کلیسیا میں مشکل تو یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں رہا وہ یقین نہیں۔ مسٹر مری نے ایک کتاب بنام (Divine healing of soul & body) "روح اور جسم کا دعا کے ذریعہ اچھا ہونا" لکھی ہے - اور اس میں بہت سے ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو طرح طرح کی بیماریوں سے دعا ہی کے ذریعہ اچھے ہوئے ہیں۔

میاں :- (طنزاً) مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی جلدی ہی مقدس بنجاؤگی۔

بیوی :- میری خدا سے دعا ہے کہ وہ دن جلد آئے مجھے ایسی زندگی سے جیسے ہم گزارتے رہے ہیں تسلی نہیں ہے - لیکن میں بائیبل میں سے کچھ اور بھی پڑھنا چاہتی ہوں جہاں دعا کے ذریعہ اچھا ہونے کا ذکر ہے - میں یعقوب کے خط سے پڑھونگی "اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسیا کے بزرگوں کو بلائے اور وہ خداوند کے نام سے اُس کو تیل ملکر اس کے لئے دعا مانگیں جو دعا ایمان کے ساتھ ہوگی اس کے باعث بیمار بچ جائیگا - اور خداوند اسے اُٹھا کر کھڑا کریگا۔"

میاں - اچھا مجھے تو یقین نہیں ہے کہ ہم ان دنوں اس طرح اچھے ہو سکتے ہیں پس اسباب کا تو میں فیصلہ ہو گیا کہ مجھے اسکا یقین نہیں۔

بیوی :- لیکن میرا ایمان اسباب کی طرف راغب ہے کہ خدا ان دنوں میں بھی اچھا کر سکتا ہے - آپ کو یاد ہے کہ پچھلے آٹھ سال سے میں برابر دوا کا استعمال کرتی ہوں - لیکن مجھے یقین ہے کہ جب اچھی ہونگی خدا ہی کی مہربانی سے اچھی ہونگی نہ کہ دوا سے -

میاں :- عزیزہ مجھے ڈر ہے کہ تم جلدی ہی ان متعصول کی طرح خبطی سی ہو جاؤگی - اور وہ دن ہمارے گھر میں بہت ہی افسوسناک دن ہوگا

بیوی :- لیکن میں گناہ کی زندگی بسر کرتے کرتے تھک گئی - میری روح اس سے تنگ آگئی ہے۔

میاں - گناہ کی زندگی بسر کرتی ہو - کیوں! بائیبل کہتی ہے اگر ہم بچتے ہیں اور کہتے ہیں ہم میں گناہ نہیں تو ہم اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔

بیوی :- بائیبل میں کون سے مقام پر یہ آیا ہے۔

میاں :- مجھے ٹھیک تو معلوم نہیں کہ کہاں لکھا ہے لیکن میں یہ نکال سکتا ہوں۔

بیوی :- اچھا آپ ڈھونڈیں - میں کھانا پکالوں۔

(پھر کھانا پکانے کو چلی گئی۔)

مضامین

نیند

(۱) کوئی چار صدیاں گذری ہیں - جبکہ سپین کے مشہور آفاق اور زندہ دل مصنف سرویس نے اپنی لاثانی تصنیف ڈوان کگزوٹ (Don Quixote de la Mancha) میں لکھا تھا -

"خدا ہزار ہزار برکت دیوے اس شخص کو جس نے پہلے پہل نیند کو ایجاد کیا تھا - یہ چادر کی طرح آدمی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ یہ بھوکے کی خوراک - پیاسے کے لئے پانی - جلے ہوئے کیلئے ٹھنڈک اور سردی خوردہ کے لئے گرمی ہے - یہ وہ زر نقد ہے جو دنیا کی تمام نعمتوں کو سستی قیمت پر خرید کر لیتا ہے - اور وہ ترازو جو بادشاہ اور فقیر کو ایک ہی پلڑے پر لا رکھتا ہے -"

آہا کیا ہی سنہری الفاظ میں اور اصلی اور حقیقی سچائی سے بھرے ہوئے - درحقیقت خواب ہی ایک ایسی حالت ہے۔ جبکہ انسان کی تکالیف بھی سو جاتی ہیں - رنج و غم اسے ستانا بھول جاتے ہیں - اور اُس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے - خواب ہی میں یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ ایک بھوکا آدمی شاہانہ دسترخوان کی سیر کرے - ایک بے نوا فقیر بادشاہی تخت پر جلوہ افروز ہو - اور ایک گنہگار انسان پر معصومی اور نیک زندگی کے راستوں میں قدم مارے -

(۲) حالتِ خواب میں روح جسم کی بندش سے آزاد ہو جاتا ہے اور خیال پوری طاقت حاصل کر لیتا ہے - دلیل جو کہ حالت بیداری میں اُس کی پرواز کو روک لیتی ہے - اس وقت سو رہی ہوتی ہے - اور وہ پوری آزادی کیساتھ جدھر دل چاہے گھومتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ حالت خواب میں انسان اپنی ناممکن الحصول خواہشات کو بھی حاصل کر لیتا ہے - خواہ وہ ایک لمحہ کیلئے کیوں نہ ہو -

نیند تھکے جسم کے لئے تفریح کا سامان ہو۔ اسے اگر نیند آجاوے تو اس کے لئے بہتر ہوگا۔ یہ ایک عام فقرہ ہے جو ڈاکٹروں اور حکیموں اور ویدوں کی زبان پر ہے۔ اور علم الادویہ کی تمام فلاسفی اس کوزہ میں بند ہے۔ نیند ہی ایک ایسی دوا ہے جو طبابت کی تمام دوائیوں سے بڑھکر مؤثر اور مجرب ہے۔ اور سچ مچ وہ بدقسمت ہے انسان جو اس سے محروم ہے۔ چاہے یہ جسمانی بیماری کی وجہ سے ہو یا روحانی عارضہ کے سبب یا ایک گنہگار ضمیر کی خلش کے موجب سے۔

(۳) عرصہ ہوا ایک عبرانی شاعر نے اپنی ایک نظم میں لکھا تھا کہ مزدور کی نیند میٹھی ہوتی ہے۔ اور یہ حرف بحرف سچ ہے۔ نیند تھکے ہوئے جسم کی تفریح اور اُس کے تھکتے آزار کا رفتہ اعضاء کو اصلی حالت پر لانے کے لئے ایک ذریعہ ہوتی ہے اور اُس کی مٹھاس کو وہی جان سکتا ہے جس نے اُسے دن بھر کی محنت کے بعد حاصل کیا ہووے اُس کے پورے لطف کو حاصل کرنا اس شخص کی طاقت سے باہر ہے۔ جو کہ سارا دن ٹانگ پٹانگ چڑھائے مکھیاں مارتا رہا ہووے۔ وہ رات کو بھی بستر پر کروٹیں بدلتا اور خواب پریشان ہی دیکھتا رہتا ہے۔ جبکہ ایک ایسا مزدور جس نے دن بھر محنت کی ہو اور تمام دن ٹوکری ڈھونے کے بعد جس کا جسم سخت تھک گیا ہووے۔ میٹھی نیند میں خراٹے مارتا ہے۔ چاہے وہ پتھروں کے بستر پر کیوں نہ پڑا ہووے

(۴) نیند ہی ہے جو انسان کے لئے الہام کا دروازہ کھولتی اور پوشیدہ اسرار کو وا کرتی ہے۔ یہ الفاظ گو آپ کو چونکا دیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ حالت خواب میں انسان کا اصلی اپنا آپ جاگتا ہوتا ہے۔ اس حالت میں جسم کا پردہ گر جاتا ہے اور انسان اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوتا ہے۔ بناوٹی مسکراہٹ اور دیگر خیالات اس وقت معدوم ہوجاتے ہیں۔ (باقی داشتہ)

اخبار کی بہار

۱۲ - دسمبر کو مسرت تاجپوشی حضور پرنور ملک معظم جارج پنجم بالقابہ میں نواب قمر الدین حیدر خاں صاحب خلف نواب سراج الدولہ بہادر سردار جنگ مرحوم نے تین باتیں اعلیٰ ہمتی سے خوب کیں۔ جس کا اثر بے چارہ غربا پر بھی پڑتا ہے۔ اور وہ ہمارے بادشاہ کے دعاگو بھی ہوگئے کہ اُن کا اور ان کے بچوں کا شکم سیر ہوا۔ اول یہ کہ اپنے آسامیاں باقی داران کو لگان معاف فرمادیں۔ اور تحصیلدار صاحبان اسامیوار مطلع تحصیل فتح آباد - ماعہ تحصیل لکھنؤ للعہ - جملہ میزان ماعہ - دوم یہ کہ ایک ماہ کی تنخواہ بجلہ ملازمین بطور انعام تقسیم کی سیوم کہ ۱۱ بجے دن سے پانچ بجے دن تک تقسیم غلہ از قسم گندم وغیرہ محتاجین کو عطا فرمایا اور شروع سے اخیر تک پولیس کا انتظام رہا کہ بسبب مجمع کے بچے وغیرہ کچل نہ جاویں۔ خدا ایسی توفیق ہمارے شہر کے عمائدین کو عنایت فرمادے

(ہندوستانی)

گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ زمینداروں اور دیہاتی کمیوں کے بچوں کی جو لوئر پرائمری میں تعلیم پاتے ہیں فیس داخلہ اور فیس تعلیم معاف ہوگی۔ اور اپر پرائمری کے لئے نصف فیس لی جاویگی۔

شاہ جہانگیر مرحوم مقبرہ آثار قدیمہ کی فہرست میں درج ہو چکا ہے۔ اب مکرر اعلان ہوا ہے کہ مقبرہ کیساتھ وہ اکبری سرائے مقبرہ آصف خاں اور مقبرہ نور جہاں بیگم بھی سرکاری حفاظت میں رہینگے۔

بابو گوربخش سنگھ بیدی بجائے سردار پرتاپ سنگھ آنجہانی پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔

سنٹرل جیل بنگلور میں ۲۷ نومبر کو ایک کانسٹیبل پولیس پھانسی دیا گیا۔ اس پر الزام یہ تھا کہ پچھلے دسمبر میں ڈاک کے ہرکارہ کو جبکہ وہ ڈاک لئے جاتا تھا۔ ۱۰ روپیہ کے لالچ سے قتل کر دیا گیا۔

پونہ کے مقدمہ اذیت پولیس میں جو ملزم ہلاک کیا گیا اس کے قبائل کو سرکار کی طرف سے معاوضہ دیا جاویگا۔ تجویز ہے کہ جہاں اذیت پرسی ثابت ہوگا مظلوم کے پس ماندگان کو معاوضہ دلایا جاوے۔ اور رے پور کے مقدمہ اذیت میں بھی مستوفی کی والدہ کو معاوضہ ملیگا۔

جیسا کہ بادشاہ سلامت کے دربار تاجپوشی کے موقعہ پر اعلان کیا گیا تھا۔ ہندوستان کے تمام جیلوں سے رہا قیدی کئے گئے ہیں۔ جن کی تعداد ۱۶۷۳۰ سے معلوم ہوا ہے کہ کل قیدیوں کا دسواں حصہ رہا کیا گیا ہے۔ یعنے اس سے پیشتر اگر ہندوستان کے کل جیلوں کی آبادی سو تھی تو اب ۹۰ رہ گئی ہے۔ رہا شدہ قیدیوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو اس رعایت کے بغیر معمولی طور پر ۱۹۱۲ء میں جاکر رہا ہوتے۔ جن قیدیوں کو بالکل رہا نہیں کیا گیا ان کو ایک سال قید کے پیچھے ایک مہینہ معافی دی گئی ہے۔ سوائے ان حالتوں کے جبکہ قیدی کا چالچلن جیل میں اچھا نہ رہا تھا۔ جبکہ وہ عادی مجرم ہونے کی وجہ سے قید کیا گیا تھا یا جبکہ اُس کا جرم خلاف وضع فطری یا ضرب شدید کا تھا۔ رہا شدہ قیدیوں میں چند پولیٹیکل مجرم بھی شامل ہیں۔ لیکن اس بارہ میں جس شاہانہ فیاضی اور نظر عنایت کی اُمید کی گئی تھی۔ افسوس ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی اور کروڑوں آدمیوں کی حسرت دل میں ہی رہ گئی۔

(ہندوستان)

تقسیم بنگالہ واپس لی گئی۔ وہاں گورنری قسم رہائی اس کی بابت میں پارلیمنٹ میں قانون پاس کرنا ہوگا۔

کلکتہ میں نیشنل کانگریس کے لئے عظیم خیمہ کا انتظام کیا گیا اس میں ۱۴۰۰۰ نشستوں کی گنجائش ہوگی۔

انتخاب الاخبار

دہلی دربار کے مفصل حالات

تشریف آوری ۷ دسمبر کو پورے ۱۰ بجے شاہی ٹرین سلیم گڑھ اسٹیشن پر پہونچی۔ ہز اکسیلینسی لارڈ ہارڈنگ نے اسٹیشن پر استقبال کیا اور استقبالیہ خیمہ میں جو اسٹیشن پر نصب کیا ہوا تھا تشریف لائے قلعہ کی توپوں نے ۱۰۱ بہ اقساط ۴-۳۳-۳۴-۳۴ توپ سے سلامی اُتاری۔ ہر وقفہ میں افواج کی قطار جو قلعہ سے بادشاہ تک دو رویہ صف بستہ تھی فیوڈی جوائے فائر کرتی تھی۔ گارڈ آف آنر نے سلامی اُتاری اور باجے نے قومی گیت گایا۔

سرکاری افسران کی باریابی

ہز اکسیلینسی نے حضور کے انڈین اسٹاف کے ممبروں کو انٹروڈیوس کیا جس کے بعد گورنر بمبئی گورنر مدراس کمانڈر انچیف پنجاب بنگال۔ بہار۔ مشرقی بنگال آسام صوبجات متحدہ کے لفٹنٹ گورنر ہائیکورٹ بنگال کے چیف جج۔ ہندوستان کے لاٹ پادری گورنر جنرل کی انتظامیہ کونسل کے ممبر بحری کمانڈر انچیف آرمی کے جنرل کمانڈنگ افیسر چیف آف جنرل اسٹاف آرمی کے جنرل کمانڈنگ افیسر رزیڈنٹ ریاست میسور اجپوتانہ کے ایجنٹ گورنر حیدرآباد کے رزیڈنٹ چیف کمشنر صوبجات متوسط۔ چیف کمشنر صوبہ سرحد بلوچستان کے ایجنٹ گورنر۔ سنٹرل انڈیا کے ایجنٹ گورنر میرٹھ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ پریذیڈنٹ ریلوے بورڈ ہندوستان کے اڈجوٹینٹ جنرل کوارٹر ماسٹر جنرل اور دہلی کے کمشنر صاحب باری باری باریاب سلطانی ہوگئے۔

اور شہنشاہ معظم نے ہر ایک سے بجنسہ ان پیشانی ہاتھ ملایا

قلعہ میں رونق افروزی

سرکاری افسروں کی ملاقات کے بعد شہنشاہ معظم چہل قدمی کرتے ہوئے نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سمیت قلعہ کی طرف عازم ہوئے اور گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا اور ملاقات کے شامیانے میں تشریف لے گئے۔ جہاں ہندوستان بھر کے والیان ریاست حضور کے منتظر بیٹھے تھے۔

رؤسا کی ملاقات

ملاقات کے خیمہ میں شہنشاہ معظم کے رونق افروز ہونے پر سر ہینی ماسٹر نے ریاستوں کے پولیٹیکل افسروں کی مدد سے یکے بعد دیگرے والیان ریاست کو بادشاہ سلامت کے پیش کیا اور ہر ایک رئیس اپنے مرتبہ اور دستور کے مطابق آداب بجالایا۔ چنانچہ اکثر نے تلوار اُتار کر تخت کو بوسہ دیا اور ریاست ہائے شان کے ایک راجہ نے کپڑا بچھا کر اس پر ہاتھ ٹیک کر تخت کو چوما۔ نظام صاحب حیدرآباد نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لینا ہی مناسب سمجھا۔ اور لاہج کے سادہ لوح سلطان ایسے بھکلا دے کہ اظہار اطاعت ہی نہیں کیا۔

شاہی جلوس

راجوں مہاراجوں۔ نوابوں اور رئیسوں کی ملاقات کے بعد قلعہ سے شاہی جلوس روانہ ہوا سب سے آگے صوبجات متوسط کے چیف کمشنر پنجاب برہ و بنگال صوبجات متحدہ اور بہار کے لفٹنٹ گورنروں اور بمبئی و مدراس کے گورنروں کی سواری تھی۔ جن کے ساتھ اپنا اپنا عملہ بھی تھا اور یہ جلوس حاکمانہ وضعداری کا شاندار نمونہ تھا اور ہندوستان بھر کے ہر ایک صوبہ کا اعلےٰ افسر تزک و شان سے جلوہ افروز تھا۔

شاہی سواری

صوبوں کے لاٹ صاحبان کے پیچھے شاہی جلوس تھا جس کے آگے رسالہ کی ایک رجمنٹ کنگ اڈورڈیکین گارڈ کی پہلی پلٹن۔ پنجاب بیٹری و توپ خانہ اسکوارٹ اسٹاف آرمی ہیڈ کوارٹرس اسٹاف کمانڈر انچیف کا اسٹاف ہندوستانی ایڈیکانگ نائب ہر لارڈ محمد عمر حیات خاں ٹوانہ برٹش ٹرمپی ہر لارڈ جنرل کا باڈی گارڈ اور گورنر جنرل کا اسٹاف تھا۔ اس کے پیچھے شہنشاہ معظم کا اسٹاف اور نج کا عملہ تھا۔ جنہیں آنریبل انڈین ایڈی کانگ بھی شامل تھے۔ ان کے پیچھے کمانڈر انچیف اور ڈیوک آف ٹیک تھے۔ اس کے بعد وہ خاص تھے۔ اور اس سارے سلسلہ سے فوجی رُعب و صولت مترشح تھی۔ حتی کہ اُن کے پیچھے شہنشاہ معظم بھی فیلڈ مارشل کے فوجی لباس میں سپاہیانہ اور پر شکوہ وضع میں گھوڑے پر سوار تھے اور ہزاروں آدمی تو حضور کو پہچان بھی نہیں سکے کیونکہ شہنشاہ معظم کے اردگرد بارہ افسر اسی وردی میں ملبس تھے۔ شہنشاہ معظم کے پیچھے لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ کریو تھے۔ ان کے پیچھے شاہی گاڑی میں حضور ملکہ معظمہ جلوہ افروز تھیں۔ اور اُن کے ساتھ ڈچس آف ڈیونشائر اور ارل آف ڈرہم۔ ان کے پیچھے کرنل ایچ ڈی راٹس اور جنرل مسٹر آرٹ بیٹس تھے۔ دوسری گاڑی میں لیڈی ہارڈنگ تشریف فرما تھیں۔ جن کے ساتھ ارل آف شیفٹسبری اور لیڈی کا نگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تیسری گاڑی میں کونٹیس آف شیفٹسبری آنریبل وینیشیا برنگ اور مسٹر جے ایچ ڈوبوٹے تھے۔ چوتھی گاڑی میں مسٹر ای۔ ایچ امیرابھر کومن کپل تھے۔ پانچویں میں لفٹنٹ برگوانریبل بے فارٹیک اور سر آف۔ فارٹیک اور سر آف ماسیولا کہ چارلس تھے۔ بٹین برگ کا شہزادہ جارج بھی جلوس کے ساتھ سوار تھا۔ سب سے پیچھے گیارہویں بنگال افسر تھے۔

جلوس رؤسا

شاہی جلوس کے پیچھے والیان ریاست کا جلوس

تھا اور پہلے دونوں جلوس جہاں مغربی وضع میں بےنظیر نشان رکھتے تھے۔ وہاں اس جلوس میں مشرقی رنگ آمیزی عجیب دلکش نظر آتی تھی۔ اُن میں سب سے آگے نظام حیدرآباد مہاراجہ گائیکواڑ مہاراجہ میسور اور مہاراجہ کشمیر کی سواری تھی۔ اس کے بعد راجپوتانہ سنٹرل انڈیا پنجاب۔ بنگال۔ بلوچستان۔ صوبجات متحدہ برہما کے رؤسا اپنے اپنے عہدہ درباریوں اور پولیٹیکل افسروں کے ساتھ زرق برق پوشاکیں پہنے بیش قیمت سنہری اور روپہری گاڑیوں میں سوار تھے۔ جن میں مہاراجہ بڑودہ اور بیگم صاحبہ بھوپال کی شخصیت پبلک کی خاص دلچسپی کا موجب تھا۔

جلوس کا راستہ

جس وقت جلوس قلعہ سے روانہ ہوا ۱۰۱ توپ کی سلامی ۴۴-۳۳-۴۳ کی اقساط سے سر ہوئی۔ اور سڑکوں کی دو رویہ فوج نے فیوڈوی جوائے فائر کئے۔ اور جلوس بجمال تزک و شان قلعہ سے چلکر دہلی دروازہ جامع مسجد اسپلینڈ روڈ۔ چاندنی چوک۔ فتح پوری بازار کوئینز روڈ۔ مزن گنج اور موری دروازہ سے ہوتا ہوا پہاڑی پر پہونچا۔ جہاں ہندوستان بھر کے پانچ ہزار منتخب قائمقام موجود تھے

ناظرین کا ہجوم

جلوس کی ساری لمبائی ایک میل کے قریب تھی۔ اور جس سڑک سے جلوس گذرتا تھا اُس کا طول بھی تین چار میل کے درمیان ہوگا۔ مگر اتنے فاصلہ میں زمین کا کوئی حصہ مکانات کی کوئی کھڑکی یا دریچہ یا چھت ایسی نظر نہ آتی تھی۔ جس میں مرد عورت۔ بڈھے۔ بچے اُس پر نہ چڑھے ہوں۔ سڑک کے دونوں طرف خلقت قطار در قطار ایک دوسرے پر ٹوٹی پڑتی تھی۔ اور بادشاہ سلامت کے درشن کے لئے بے صبر تھی۔ ٹاؤن ہال کے آگے خلقت کا نظارہ۔ خاص طور پر قابل نوٹس تھا اور گھنٹہ گھر کے پاس ایک مکان کی چھت سے چند آدمی [illegible] گر بھی پڑے مگر خیریت گذری کہ کسی کے زیادہ [illegible] نہیں آئی۔

بادشہ پر نظارہ

پہاڑی جس پر حضور کے استقبال کے لئے ہندوستان بھر کے بالائی جمع تھے جنہیں جلوس وہاں پہنچا سرکاری حکام اور ممبران کونسل وغیرہ اپنے مرتبہ و درجہ پر بیٹھ گئے اور ویسرائے کی کونسل کے وائس پریذیڈنٹ آنریبل مسٹر جنکنس نے برٹش انڈیا کی طرف سے شہنشاہ معظم کی خدمت بابرکت میں خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا۔

برٹش انڈیا اڈریس

یور امپریل میجسٹی برٹش انڈیا کے باشندوں کی طرف سے ہم گورنر جنرل کی لیجسلیٹو کونسل کے ممبر نہایت خلوص اور صدق سے حضور انور کا خیر مقدم کرنا چاہتے ہیں اور ہم آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ آپ پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے ہندوستان کی زمین پر قدم رکھا ہے۔

اس پرانے شہر میں جو کہ تواریخی یادگاروں سے پُر ہے۔ بہت سے مشہور بادشاہ اور شہنشاہ حکومت کر چکے ہیں اور گذشتہ شان کی اعلے یادگاریں جو ان کے بعد رہ گئی ہیں وہ اُن کی عظمت کی تصدیق کرتی ہیں۔

لیکن تاہم ان میں سے سب سے بڑے بادشاہ کی سلطنت اپنی عروج کی حالت میں بھی اس وسیع سلطنت کے برابر نہ تھی۔ جس پر حضور حکمرانی کرتے ہیں اس لئے حضور انور کی تشریف آوری نہایت مسرت ہوا وفاداری ہندوستانیوں کا خاص شیوہ ہے۔

سلطنت ہند میں بہت سی قومیں رہتی ہیں جو مختلف زبانیں بولتی اور مختلف مذہب رکھتی ہیں۔ لیکن ہمالیہ کی چوٹیاں برف دار سے لیکر چین اور سیام کی حدود تک وہ حضور والا کی ذات اور تخت کے ساتھ وفاداری اور عقیدت مندی میں متفق ہیں اور ہمارے درمیان حضور والا کے اس مختصر قیام سے خوشی اور فخر کے جذبات جنکے اظہار کی کوشش کرتے ہیں سارے ملک کے ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤں میں ظاہر ہونگے۔ ممکن ہے کہ ان جذبات میں نمائش کم ہو۔ مگر جوش کم نہ ہو

جناب والا کی تشریف آوری سے جو خوشی ہوئی ہے وہ اسبات سے اور بڑھ گئی ہے۔ کہ حضور کے ساتھ مہارانی ملکہ معظمہ بھی رونق افروز ہیں۔ جنکا خیر مقدم ہم نہ صرف اس واسطے کرتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ کی ہمدرد رفیق ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ممدوح نہایت ہی اعلے عزت کی نظر سے دیکھی جاتی اور تمام ہندوستانیوں کو دل سے عزیز ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ حضور انور اور آپ کی ملکہ کو صحت خوشی درازی عمر عطا ہو۔ اور ہماری خواہش ہے کہ حضور والا کے عہد میں ہندوستانی سلطنت لگاتار امن۔ خوشحالی اور فتوحات میں ترقی کرتے جائیں۔ ہم کو پورا یقین ہے کہ حضور والا کے نزدیک بھی اس سے بڑھکر کوئی خوشی نہیں۔

شہنشاہ معظم کی تقریر

اس ایڈریس کے جواب میں بادشاہ سلامت نے نہایت صاف اور موثر لہجہ میں فرمایا۔

آپ کا وفادار اور اطاعت مندانہ اڈریس جس کے الفاظ ہمارے دل میں گھر کر گئے ہیں۔ ملکہ قیصرہ کی جانب سے اور خود اپنی طرف سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ عقیدت مندی کے بیشمار پیغامات جو ہماری تاجپوشی کے وقت ہندوستان اور مملکت کے دوسروں حصوں سے موصول ہوئے تھے۔ اور جن کا اعادہ اب ملکہ ہمارے ہندوستان میں آنے سے ہندوستانی رعایا کے ہر ایک فرقہ اور جماعت کی طرف کیا جا رہا ہے۔ آپ کے ایڈریس کے الفاظ نے ان کی یاد کو تازہ کر دیا ہندوستان کے منتخب قائمقام اور گورنر جنرل کی عاقلانہ کونسل ممبروں کے وسیع تجربہ سے جو مدد اور تقویت گورنر جنرل کو ملتی ہو وہ میں جان چکا ہوں۔ آپنے رعایا کیطرف سے جس تپاک سے خیر مقدم کیا ہے اسکی میں قدر کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ بادشاہ ہمارے دل میں اس سے زیادہ اور کوئی خواہش نہیں بلکہ

[illegible] استقبال [illegible]

نشہ کی تصویر

از منشی الیاس داس صاحب رسا بریلوی

نظم

آجکل مست نظر آتے ہیں کیوں خورد و کلاں
کیوں ہر اک شخص بچھے حال نظر آتا ہے
کوئی کوچوں میں گلیوں میں کوئی گھوروں پہ
کوئی روتا کوئی ہنس ہنسکے اُڑاتا تا ہیں۔
در و دیوار شجر اور حجر پر حسرت
گل و گلزار سے کیوں صاف ٹپکتی ہے عیا
کیا سبب ہے جو سبب اسکا نہیں کھلتا ہے
کوئی بتلائے خدا کے لئے اس کا احوال
غور کے بعد یہ معلوم ہوا ہاں مجھکو
دیکھکر ان کو ہوئی اور بھی الجھن دل کو
ہاتف غیب نے یہ کان میں چپکے سے کہا
یعنی یہ لوگ گرفتار نشہ ہیں صاحب
یہی اک چیز ہے پیاری ہی نظر میں ان کے
فخر کرتے ہیں نشہ باز اسی ہی شے پہ
دانش و عقل و سمجھ کھوئی ہے اسکے پیچھے۔
مفلسی ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے پھرتی ہے
منہ کو دنیا سے کئے تھے مذہب عقلا
تنگدستی و غریبی و مفلسی و سری
منہ پہ لعنت و پھٹکار برستی ہے آج
جبکہ ان سے کہے پینے سے پرہیز کرو
ہائے کچھ ایسی سمجھ ان کی گئی ہے ماری
ان کی عقلوں پہ پڑا ہائے یہ کیسا پردہ

جھومتا ہے کوئی مستی میں کوئی ہے رقصاں
کس کے چہرہ پہ ہویدا ہے یہ لعنت کا نشاں
کیوں چپ چاپ پھرتے ہیں افسوس بحال پریشاں
سوز غم سے کوئی لاچار پڑا ہے بے جاں
کیوں برستی ہے تباہی کوئی ہم کو دے نشاں
مفلسی آئے گی اک روز تمہیں اے ناداں
وجہ اس حسرت و غم کی نہیں ملتی ہے عیاں
ہے یہ امکان سے باہر ہو رسا اسکا بیاں
کتنی نسلیں گئیں ان میں ہیں مسلمان جواں
شکل گیسو ہیں کس سوچ میں غلطاں پیچاں
تم کو معلوم نہیں مرض غمہ اس کا یہاں
جن کی صورت پہ فلک اور زمیں ہیں گریاں
جنکی خاطر یہ گنوا بیٹھے ہیں سب عزت و شاں
بلکہ یوں کہئے کہ یہ لوگ ہیں مس پنہاں
صاف ان لوگوں کی صورت سے یہ ہوتا ہے عیاں
تھی جو اس ہند کی رونق وہ تباہ ہے کہاں
اس نے ہی اسکا مٹایا ہے نقطہ نام و نشاں
ہر گھڑی دیکھیو ہر وقت ہے اسکا دوراں
غور سے دیکھیو ظاہر ہے سب آئینہ ساں
آکے غصہ میں یہ کہتے ہیں کہ کیا تم کو میاں
نیک باتیں بھی تو ہوتی ہیں طبیعت کو گراں
جسکے باعث سے سمجھتے ہی نہیں کچھ ناداں

ایک دن بھی جو پیتی نہیں بنتے کرانہیں۔
یہ نہیں پی تو نہیں چین پہ بھی دل کو ان کے
دیکھکر حال یہ ان کا مرا دل بھر آیا۔
ڈر تمہیں روز جزا کا بھی نہیں کچھ صاحب
حشر کے دن یسوع تم سے کہیگا پیارو
جس نے دنیا میں مجھے منہ سے لگایا صاحب۔
تم یہ رو رو کے کہو گے کہ ذرا سُن لینا
تھا جو منظور رُلایا تو بتلایا ہوتا۔
یاد معبود میں اک دن نہ گوارا ہم نے
کس سے فریاد کریں کس سے کہیں ہم حالت
تب وہ تم سے یہ کہیگا کہ سنو اے صاحب
تم نے اس وقت کہا کیوں مرا مانا صاحب
زندگی ہے تمہیں درکار تو جب گو جب گو
ترک کے تو یہ میاں ہر نشہ کی اشیا سے جناب
جبکہ تم ایسی بری چیز سے بچ جاؤ گے
عشق ترا ہے جو اس آتش دوزخ سے میاں
تم بھی اے غافلو کچھ سوچ نہیں کرتے ہو۔
اے انصاف ترا اتنا ہی بتادے ان کو
صاف بتلاتی ہے ہم کو وہ نشوں سے بچنا
بائبل میں جو لکھا ہے وہ لکھا ہے میں نے

کیسے پھرتے ہیں تڑپتے یہ کروں کیا میں بیاں
گویا ہے ان کے لئے ہائے یہی راحت جاں
اور گویا ہوا ان سے کہ عزیزاں جہاں
کیوں عبث تم ہو اس سوچ میں غلطاں پیچاں
تم تو عاشق تھے مرے جان چھڑاؤ نہ یہاں
آج موجود ہے ان کے لئے دوزخ سا مکاں
تو فدا ہم پہ تھا اور ہم تجھی پہ قرباں
کیوں لگاتے تجھے منہ سے ہم اے آفت جاں
نام تیرا ہی تو ہر روز وظیفہ بس نوک زباں
اب تو کوئی نہیں دیکھتا اپنا پرساں
کیا تمہیں رہنا نہیں سب بات کا پیچھے ہی گماں
ہے مرا کام کہ میں سب کو بھلاؤں اے جاں
ہے یہی تو بڑا موقعہ میرے اے پیر و جواں
آپ رحمت ہے تم اب اپنا سمجھو تو وہاں
آپ پھر دوزخ میں ہر وقت رہو گے خنداں
پھونک دی تیرے غرض اسکا یہ نام و نشاں
مفت میں دین کو کیوں کھوتے ہو بگڑ کر ناداں
ہے یہ وہ چیز بری جو نہیں اس کو انساں
اس لئے ہے یہ انجیل کے زیر فرماں
ورنہ طاقت ہے کہاں تھی مجھے کہنے کی یہاں

ہے تنزل سے رہائی یہ دعا ہے ساہت
سب نشہ بازی سے سب لوگ بچیں ہاں

سب مسیحیوں کو نیا سال مبارک ہووے

۱۰

فضل عیسیٰ ہمیں ہر حال مبارک ہووے
ٹوٹا شیطان کا بس جال مبارک ہووے
ہے رعایا سبھی خوشحال مبارک ہووے

ہر نئی بات نیا خیال مبارک ہووے
روح کی قوت و اقبال مبارک ہووے
سب مسیحیو ہو کو نیا سال مبارک ہووے

باقی آئندہ

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام داکی چھپا اور شائع ہوا۔